# رباعیات
## مولانا اکبر الہ آبادی

از تصنیف

عالیجناب لسان العصر خان بہادر مولانا سید اکبر حسین صاحب اکبر الہ آبادی مرحوم و مغفور

مرتبہ [illegible]

صاحبِ ذوق ادیب [illegible] شیخ الٰہی بخش [illegible] لاہوری

باہتمام

شیخ جان محمد الٰہ بخش تاجرانِ کتب لاہور

بمقام ادبی شاپ اندرون شیرانوالہ دروازہ

۱۹۲۸ء

[illegible]

[illegible] حضرت علی کرم اللہ وجہہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ہندوستان [illegible]
[illegible] کتاب ۔ احادیث [illegible] رجال و تاریخ سے مرتب کی ہے
[illegible] کی حدیثیں اور صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے آثار
[illegible] اس کتاب کی فہرست مضامین [illegible]
[illegible] ۲۶ [illegible] ۲۹ قیمت غیر مجلد [illegible] مجلد [illegible] ۔

**مراۃ العارفین فی ملتمس زین العابدین مترجم اردو** ۔ یہ کتاب عربی میں تصنیف لطیف جگر گوشۂ رسول مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلعم و نور دیدہ علی مرتضیٰ جناب سید الشہداء مقبول بارگاہ کبریا حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہے۔ اور منازل سلوک میں اعلیٰ پایہ رکھتی ہے جسکو حضرت سید الشہداء نے اپنے نور العین امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی درخواست پر تحریر فرمایا تھا جس کا ایک قلمی نایاب نسخہ جب ہمیں دستیاب ہوا۔ تو ہمنے تا کہ اس نعمت غیر مترقبہ سے کوئی حضرت کا نام لیوا خالی نہ رہے ۔ اس کو عمدہ کر کے بین السطور اردو ترجمہ کیا بیڑہ شائع کیا ہے قیمت صرف ۴ر

**خلافت اور اسلام** (نظم و نثر) مصنفہ ڈاکٹر سر اقبال جسمیں بتایا گیا ہے ۔ کہ جمہوریت اسلام اور آئین انتخاب خلیفہ مذہب و سیاسیات کا مشترک و واحد مطمح نظر ہے قیمت ۳ر

**نظم درد دل** ۔ علامہ ڈاکٹر سر اقبال پڑھئے اور درد دل میں ہاتھ بٹا بیٹھئے قیمت ۲ر

**رباعیات حکیم عمر خیام** معہ حالات حکیم مرحوم شروع کتاب میں حکیم مرحوم کے نہایت صحیح و مستند اور دلچسپ حالات دیے گئے ہیں جن سے علامہ شبلی مرحوم کی کتاب شعر العجم تک خالی ہے۔ رباعیات حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب وار درج کی گئی ہیں۔ ہر رباعی درد کی پوری تصویر ہے۔ اور نشتر کی مانند دل میں چبھتی ہے۔ آخر کتاب میں حکیم مرحوم کا گیارہ اشعار کا ایک تڑپا دینے والا فارسی قصیدہ درج کیا گیا ہے ۔ جو حکیم مرحوم کی دیگر طبع شدہ رباعیات میں درج نہیں کاغذ وغیرہ عمدہ فیلڈ وجود ان خریدئے

# عذرِ گناہ

## صحت نامۂ رُباعیات مولانا اکبر الہ آبادی

| صفحہ نمبر | سطر نمبر | مصرعہ | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|
| ۳ | ۵ | اول | ہیں کیا | ہیں ہیں کیا |
| ۳ | ۶ | اول | کٹتے | کہتے |
| ۵ | ۱۶ | دوم | ہم نے سب | ہم نے بھی سب |
| ۶ | ۳ | دوم | آپس ہی کے | آپس ہی کی |
| ۷ | ۵ | اول | رئیسوں کی ایچ | رئیسوں کی اینچ پیچ |
| - | - | - | - - - | - - - |
| ۸ | ۱۴ | دوم | ساتھ رہنا | ساتھ بہتا |
| ۹ | ۱۵ | اول | قیمر | فیر |
| ۱۲ | ۲ | اول | تو نہیں | تو ہین |
| ۱۵ | ۱۰ | اول | وثا | وفا |
| ۱۹ | ۱۶ | دوم | خرابے لبسیار | خرابۂ لبسیار |
| ۲۲ | ۱۰ | دوم | یا پہنیں | یا پہین |
| ۲۳ | ۱۳ | 〃 | بخوش وخروش | بجوش وخروش |
| ۲۴ | ۱۵ | 〃 | امر واقعی | امر ہے واقعی |
| ۲۵ | ۵ | اول | بات | مات |
| ۲۶ | ۵ | دوم | بیچ کر | بیچ کے |
| 〃 | ۱۶ | اول | انس لو | انس کو |
| ۲۷ | ۶ | دوم | روپی | روبی |
| 〃 | ۱۶ | دوم | دولت | ملت |
| ۲۹ | ۱۳ | اول | تھا اک | تھا کل اک |
| ۳۱ | ۹ | اول | خصال یہ | خصال ہیں یہ |
| 〃 | 〃 | دوم | روش کے | روش کی |
| 〃 | ۱۰ | اول | سر کو | × |
| 〃 | ۱۲ | دوم | کیا سمجھیں | کیا وہ سمجھیں |
| ۳۲ | ۱ | دوم | سب | سبب |
| ۳۲ | ۲ | دوم | سے اٹھے | سے اب آ کے اٹھے |
| 〃 | ۱۳ | اول | بڑا | بُرا |
| ۳۴ | ۵ | دوم | ب | اب |
| ۳۴ | ۱۰ | دوم | میں | ہیں |

| صفحہ نمبر | سطر نمبر | مصرعہ | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|
| ۳۷ | ۷ | اول | وھٹائی | ڈھٹائی |
| ۳۸ | ۱ | دوم | قرنت | فرقت |
| ۳۸ | ۱۰ | اول | سرتیں | مسرتیں |
| 〃 | ۱۲ | دوم | گمر | نگر |
| ۳۹ | ۵ | دوم | کو رکھا | کو |
| 〃 | ۸ | اول | بمجد | بجد |
| ۴۰ | ۴ | دوم | دل میں | دل کو |
| 〃 | ۵ | اول | بخت | بخش |
| 〃 | ۸ | اول | سن وہ | سُن کردہ |
| ۴۱ | ۶ | اول | دحق | یا حق |
| ۴۲ | ۸ | اول | ان حا بیزلیں | ان کی تیزلیں |
| 〃 | ۱۴ | اول | اکس | کس |
| 〃 | ۱۴ | دوم | لومی | لُومے |
| ۴۴ | ۲ | دوم | پوا بیٹھے یار و | لوا سے یار و |
| 〃 | ۳ | دوم | ! | لیا |
| 〃 | ۴ | دوم | المت | ظلمت |
| 〃 | ۵ | اول | ہو یا نہ منو | منو یا نہ منو |
| ۴۶ | ۸ | اول | بنا سکتے | بنا سکے |
| 〃 | ۱۱ | اول | دیگھی | دیکھی |
| ۴۷ | ۱۰ | اول | چھو | چھوڑ |
| ۴۹ | ۵ | اول | کو سلام | کو تم سلام |
| 〃 | ۱۰ | دوم | قوال کو | قوال کی |
| 〃 | ۱۶ | اول | دفت | وقت |
| 〃 | ۱۶ | دوم | سے سب | ہے سب |
| ۵۰ | ۹ | دوم | پری | پیری |
| 〃 | ۱۶ | دوم | بات کو | بات کی |
| ۵۱ | ۱ | دوم | نہ سہین | نہ سہی |
| 〃 | ۸ | اول | غضبت ہے | غضب یہ ہے |
| ۵۳ | ۶ | دوم | گمر | کمر |

| صفحہ نمبر | سطر نمبر | مصرعہ | غلط | صحیح |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| ۵۴ | ۸ | اول | لن | کن |
| ″ | ۱۴ | دوم | خوں انتظامی | خوش انتظامی |
| ۵۵ | ۵ | دوم | چھڑا | چھُرا |
| ″ | ۸ | اول | چھڑی | چھُری |
| ″ | ۱۴ | دوم | ہے فقط | ہے تو فقط |
| ″ | ۱۵ | ″ | ہیمانہ ہے | پیمانۂ مے |
| ۵۷ | ۵ | اول | آک ہوتی | ایک ہوتی |
| ″ | ۷ | دوم | عرضیہ | عرضہ |
| ″ | ۹ | اول | یورکی | یو۔پی |
| ″ | ۱۳ | ″ | ہم ہیں | ہم ہیں |
| ″ | ″ | دوم | خستہ خوئی | خجستہ خوئی |
| ۵۸ | ۳ | اول | مطلب کی بابت | مطلب کی |
| ″ | ۶ | دوم | پاو | پا |
| ۶۱ | ۴ | اول | اور صانع | اے صانع |
| ″ | ۷ | اول | خیالِ قام | خیالِ خام |
| ۶۲ | ۳ | اول | اِدھرسے | اِدھرہے |
| ″ | ۳ | ″ | حسن فانی | حسن قوافی |
| ″ | ۸ | دوم | میعافی | معافی |
| ۶۴ | ۱ | اول | تحچیر | تجھپر |
| ۶۵ | ۱۵ | دوم | پالیسی اڑجائے | پالیسی میں اڑجائے |
| ۶۶ | ۱۶ | دوم | مستم | مسلم |
| ۶۷ | ۸ | ″ | پڑھی جاتی | پڑھی جاتی ہے |
| ۶۸ | ۲ | ″ | برشغل | بجز شغل |
| ۶۹ | ۷ | اول | آتی ہے | آنی ہے |
| ۶۹ | ۱۳ | دوم | خوب برجستہ | خوب وبرجستہ |
| ۷۰ | ۳ | اول | بڑا ہے | پڑا ہے |
| ″ | ۱۴ | اول | سمجھیے | سمجھیے |
| ۷۴ | ۱۱ | ″ | سمجھیے | سمجھیے |
| ۷۵ | ۱۳ | ″ | سلوتو | سلونو |
| ۷۸ | ۱۰ | ″ | کڑیوں | گڑیوں |
| ۷۹ | ۱۲ | دوم | نہیں | بھی |
| ۸۱ | ۱۴ | ″ | ہے اس | ہے اور اس |
| ″ | ۱۶ | اول | کرہی | کررہی ہے |
| ۸۲ | ۶ | ″ | خوشی | عوش |
| ″ | ۹ | ″ | جرح | حرج |
| ″ | ۱۱ | ″ | لکھی | کہی |
| ۸۴ | ۲ | ″ | نہیں | ہنسیں |
| ″ | ۷ | ″ | جسے | جیسے |
| ۸۵ | ۴ | دوم | و | وہ |
| ۸۵ | ۹ | اول | مۂ خور | مردخور |
| ۸۶ | ۱۳ | ″ | بھپیل کر | چھیل کر |
| ۸۷ | ۱ | دوم | ناتوالی | ناتوانی |
| ۸۸ | ۳ | اول | بحثیں | بحثیں |
| ″ | ۱۱ | ″ | خیالِ فام | خیالِ خام |
| ۸۹ | ۱۶ | ″ | ہے بہت | ہے حبیب بہت |
| ۹۰ | ۱۴ | ″ | لعولہب | لہوولعب |
| ۔ | ۔ | ۔ | ۔ | |

**نوٹ (۱)** کل رباعیات ۶۹۸ ہیں۔ تین رباعیات دوبارہ درج ہوجانے کے باعث انکی تعداد ۷۰۱ ہوگئی ہے۔ صفحہ ۵ کی رباعی نمبر ۶۔ صفحہ ۱۴۔ نمبر ۳ پر دوبارہ درج ہے۔ اور علیٰ ہذاالقیاس صفحہ ۱۷ پر رباعی نمبر ۶۔ صفحہ ۷۷ پر اور صفحہ ۸۶ کی رباعی نمبر ۳۔ صفحہ ۹۰ پر دوبارہ درج ہے۔ ناظرین درست کرلیں۔

**نوٹ (۲)** رباعیات کے اوزان ۲۵ ہیں۔ مگر اس کتاب میں بہت سی رباعیاں ایسی بھی نکلیں گی جن کو ان مقررہ اوزان کے مطابق رباعیات نہیں کہا جاسکتا۔ مگر چونکہ مولانا اکبر مرحوم اشعار کہنے میں اپنی طرز کے خاص موجد ہیں۔ اس لئے ردیف قافیہ کے باعث ان کو رباعیات میں درج کردیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ ماہران علم عروض میری اس غلطی کو معاف فرماکر چشم پوشی سے کام لیں گے۔

# دیباچۂ مرتّب

۱۹۰۹ء کا ذکر ہے کہ کارپردازانِ رسالہ مخزن مرحوم نے جناب لسان العصر خان
بہادر مولنا سید اکبر حسین صاحب اکبر الہ آبادی پنشنر جج و آنریری فیلو الہ آباد یونیورسٹی
کی صرف اخلاقی رباعیات کا ایک مجموعہ خورد تقطیع پر شائع کیا تھا۔ جو کئی سال سے ختم ہے۔
۱۹۲۱ء میں جب فخر ملک و ملت مولنا صاحب موصوف نے وفات پائی۔ تو مجھے از
سرِ نو ان کی تمام رباعیات کی تدوین و جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ میں ابھی اپنی کوششوں
میں ناکامیاب ہی تھا۔ کہ ۱۹۲۳ء میں پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے رباعیات مولنا اکبر
امتحان انٹرنسِ اردو میں بطور نصاب تعلیم داخل کر دی گئیں۔ اور طلبا کی طرف سے ان
کی مانگ شروع ہو گئی۔ اور دوسری طرف تمام علم دوست اصحاب کو بھی ان کا شائق پایا
تو جیسا کچھ مجھ سے بن پڑا۔ رباعیات کا یہ نادر تحفہ طلبا اور عام شائقین کی تفنن طبع کے
لئے علمی ضیافت کے دسترخوان پر چن دیا ہے۔ اب ان کا فرض ہے۔ کہ خود سیر ہو کر
کھائیں اور اپنے احباب کو بھی کھلائیں۔ بالفاظ دیگر اس کی قدردانی کریں۔ اور بذریعہ
اشاعت قدردانی کا ثبوت دیں +

رباعیات کیا ہیں اور کن خیالات کا مجموعہ ہیں۔ اس پر تفصیل سے بحث کرنا اس
شخص کا کام ہے۔ جو آپ کی نئے رنگ کی عالمانہ اور لاثانی شاعری پر جس نے آپ
کو لسان العصر مشہور کیا ہے مستقل تبصرہ کرے۔ رباعیات کے ایک ایک مصرع
کے اندر جیسا کہ حقیقت شناس طبائع خود معلوم کر لینگی۔ زمانے کی رفتار کے مطابق
خیالات کا ایک گنج بے پایاں مخفی ہے +

کہیں حکمت و ظرافت کی چاشنی ہے۔ اور کہیں قدیم و جدید تہذیب و معاشرت
سموئی ہوئی ہے۔ وہ اپنے اشعار میں حضرت شیخ سعدیؒ کے مقولہ زمانہ با تو

نہ نسازد تو با زمانہ بساز پر پورے پورے پابند نظر آتے ہیں۔ آپ مغربی تعلیم وتہذیب کے حامی ہیں۔ مگر خذما صفا ودع ماکدر کی حد تک بمغرب کی بادہ پرستی اور بے اعتدالانہ روش کے سخت مخالف ہیں۔ اور قومی خصائص واخلاقی اوضاع کی محافظت کو نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ دنیا کے ہر واقعہ کو مشرقی نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ظریفانہ انداز بیان اور مذاقیہ رنگ میں بات ایسی اچھوتی اور عمدہ کہتے ہیں۔ کہ نوجوان سے لیکر بوڑھوں تک پڑے چٹخارے لیتے اور مرحبا اور جزاک اللہ کہہ اُٹھتے ہیں ؁

رباعیات ردیف وار درج کی گئی ہیں اور تعداد میں ۱۰۷ ہیں۔ مگر پھر بھی مجھے یقین ہے۔ کہ کئی ایک رباعیات اندراج سے رہ گئی ہیں۔ اگر وہ دستیاب ہوگئیں اور اللہ تعالے نے اپنے فضل وکرم سے اس کے دوسرے ایڈیشن کی توفیق دی۔ تو اس میں ردیف وار شامل کرکے کتاب کو ظاہری و باطنی خوبیوں میں اور بھی زیادہ دیدہ زیب و دلپذیر کردیا جائیگا۔ فقط

بندہ الہ بخش
(سابق متعلم اسلامیہ کالج
(لاہور)

لاہور۔ امام منزل
مورخہ ۳۱۔ مارچ ۱۹۲۴ء
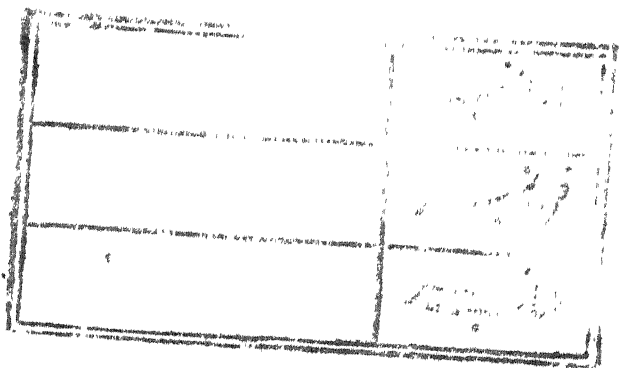
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# رباعیات لسان العصر مولانا اکبر الہ آبادی

## رباعی

بنائے کار جہاں کو خراب ہی دیکھا
ہمیشہ ہمنے یہاں انقلاب ہی دیکھا
ہم انقلاب کے شائق نہیں زمانے میں
کہ انقلاب کو بھی انقلاب ہی دیکھا

## ایضاً

وہ شعلہ شوق کا سینے میں مشتعل نہ رہا
تری نظر نہ رہی وہ مرا وہ دل نہ رہا
ملا جو خانۂ تن خاک میں تو ملنے دو
یہ رنج کیا ہے زندانِ آب و گل نہ رہا

## ایضاً

دنیا کے مباحث پہ مری نظروں میں کیا
اتنا تو کوئی پہلے بتائے مجھے میں کیا
تو کٹئے اگر وقعتِ عاشق نہیں دل میں
یہ کون سی سیکھی ہے زبان آپنے بین کیا

## ایضاً

ستم دور گردوں کے سہ جاؤں گا
جو گزرے گی دل پر وہ کہہ جاؤں گا
دعا ہے کہ مر کر بھی رہ جاؤں کچھ
وگرنہ یوں ہی مر کے رہ جاؤں گا

## ایضاً

ہمیشہ آپ کے آگے میں دست بستہ رہا
مگر دل آپ کے قابو میں تھا شکستہ رہا
ذرا تو پوچھئے شریفوں کو باغ دہر میں دیکھ
انہیں کا حال ہر اک سے زیادہ خستہ رہا

## ایضاً

خوشی سے باخبر مٹنے پہ راضی ہو نہیں سکتا
خیال دین و عزت امر راضی ہو نہیں سکتا
عمل بیجا اگر ہو رد کرنا واجب ہے اکبر کو
امیدوں پر مگر کچھ حکم قاضی ہو نہیں سکتا

# رباعی

اس دل میں ہے کسی زلفِ دوتا کا
سودا مرے دیوانے کو ہے دامِ بلا کا
انکارِ وصل اُن کے لبوں پر یہ نہیں ہے
پیغام میں سنتا ہوں مسیحا سے قضا کا

## ایضاً

نہ پروانے سے محفل اور نہ بلبل سے چمن چھوٹا
مجھی سے جلسۂ رنگین یاران وطن چھوٹا
وہ ترچھی نظروں سے دیکھا گئے اور میں بسمل
نہ بیتابی گئی مری نہ اُن کا بانکپن چھوٹا

## ایضاً

کیا تم سے کہیں جہاں کو کیسا پایا!
غفلت ہی میں آدمی کو ڈوبا پایا!
آنکھیں تو بے شمار دیکھیں لیکن
کم تھیں بخدا کہ جن کو بینا پایا!

## ایضاً

اونچا نیت کا اپنی زینا رکھنا
احباب سے صاف اپنا سینہ رکھنا
غصہ آنا تو نیچرل ہے اکبر!
لیکن ہے شدید عیب کینہ رکھنا

## ایضاً

غفلت کی ہنسی سے آہ بھرنا اچھا
افعال مضر سے کچھ نہ کرنا اچھا
اکبر نے سنا ہے اہل غیرت سے یہی
جینا ذلت سے ہو تو مرنا اچھا

## ایضاً

رشوت ہے گلوئے نیکنامی کا چھرا
عیاشی ہے بدی کے پہیئے کا دھرا!
ہر چند کہ بے محل خوشامد ہے بری
گستاخ مگر خوشامدی سے بھی برا

## ایضاً

ہر چند محلِ انقلابات رہا!!
گھٹنے بڑھنے کا پیچ دن رات رہا
چھوڑیں نہیں منزلیں قمر نے اپنی
ذی رتبہ وصاحب مقامات رہا

## ایضاً

آزاد سے دین کا گرفتار اچھا!
شرمندہ ہو دل میں وہ گنہگار اچھا
ہر چند کہ زور بھی ہے اک خصلت بد
واللہ کہ بے حیا سے مکار اچھا

# رباعی

انقلاب جہاں کو دیکھ لیا !! حبِّ دُنیا سے قلب پاک ہؤا !
گل کلی کھل کے ہوگئی تھی پھول !! پھول کمھلا کے آج خاک ہؤا !

## ایضاً

ننھا سر میں کمال وہ تو سلطان بنا ننھا دل میں جمال وہ مسلمان بنا
لذّت طلبی سے نفس رندی پہ جھکا ننھا پیٹ بہت حریص شیطان بنا

## ایضاً

مذہب کو لیا تو بحث میں سر ٹوٹا چاہی اصلاح تو خدا ہی چھوٹا !
شکوہ ہم غیر کا کریں کیا اکبر ! قسمت ہی نے ہم کو ہر طرح سے لوٹا

## ایضاً

رسوا وہ ہؤا جو دست پیمانہ ہؤا لپکا جو سائے پر وہ دیوانہ ہؤا
انگلینڈ سے اپنا دل جولا یا نہ درست محروم اُدھر اِدھر سے بیگانہ ہؤا

## ایضاً

مجلس میں خیال بادہ نوشی پایا مکتب میں سر سخن فروشی پایا
مسجد مں اگرچہ امن تھا اے اکبر لیکن اک عالم خموشی پایا

## ایضاً

ابتداً عالم ہستی میں میں بیہوش تھا ہوش جب آیا تو دل میں غفلتوں کا جوش تھا
پھر مصائب اور فنا کے تجربے پیہم ہوئے بعدازاں جب تک جیا مغموم تھا خاموش تھا

## ایضاً

یہ بو مرے گھر نہ اے شرابی پھیلا ! ہے تیرا دھن نجاستوں کا تھیلا
ہر لحظہ طلب شراب کی ہے تجھ کو ہر دم ترے منہ سے ہے نکلتا مے لا

## ایضاً

مصحف مسلم نے کھولنا چھوڑ دیا ! بنئے نے ٹھیک تولنا چھوڑ دیا
حاکم نے کہا نہ بولو ان سے ہرگز ہم نے سب سے بولنا چھوڑ دیا

# رباعی

میرے نزدیک یہ پنجاب کا بلوا ہی بڑا
ساتھ ہی اس کے علیگڈھ کا چلوا بھی بڑا
آپ اظہار وفا کیجئے تمکین کے ساتھ
لیٹ جاتا بھی پڑا ناز کا جلوا بھی بڑا

## ایضاً

سررشتۂ اتحاد ہم سے چھوٹا !!
آپس ہی کے خانہ جنگیوں نے لوٹا
قرآن کے اثر سے روک دینے کیلئے
ہم لوگوں پہ راویوں کا لشکر ٹوٹا

## ایضاً

بس ان قصوں کا کیا حاصل اب ان باتوں کا کیا رونا
یہی مرضی خدا کی تھی یہی قسمت میں تھا ہونا
کہاں کی دولت و ثروت کہاں کی عزت و حشمت
میسر ہیں تجھے دو روٹیاں بس گھر کا ہے کونا

## ایضاً

نہ حرف شکوہ بہتر ہے نہ اچھا اشک کا بہنا
ہمارے دن یہی ہیں رنج سہنا اور چپ رہنا
خدا کیواسطے اکبرؔ کوئی ذکر اور ہی چھیڑو
سنی باتوں کا کیا سننا کہی باتوں کا کیا کہنا

## ایضاً

کالج میں کسی نے کل یہ نغمہ گایا !
قومی خصلت کا سر سے اٹھا یا سایا
کہتے تھے وَلَد کو لوگ سِرٌّ لابیہ[۱]
سِرٌّ للماسٹر کا اب وقت آیا !!

[۱] الولد سِرٌّ لابیہ حدیث ہے یعنی جیسا باپ ویسا بیٹا

## ایضاً

بھائے جو نگاہ کو وہی رنگ اچھا
لائے جو راہ پر وہی ڈھنگ اچھا
قرآن و نماز سے اگر دل نہ ہو گرم !
ہنگامۂ رقص و مطرب و چنگ اچھا

## ایضاً

تجھے انگلش سے جب موقع نہیں ہے گرمجوشی کا
تو پھر کیا لطف ہے اے ہم نفس اس بادہ نوشی کا
تکلف سے جواب اُسنے دیا سنکر کہ اے اکبرؔ
ادا کرتا ہوں میں یہ حق فقط پتلون پوشی کا

## ایضاً

سیدؔ کو فلک نے تھمنے نہ دیا
تہذیب کو پھر دوبارہ چھننے نہ دیا !
ملت کی شکست میں مدد دی کامل !
بننے لگی قوم جب تو نے بننے نہ دیا

# رباعی

گھر میں ہمیں چرخ نے ٹہلنے نہ دیا !
باہر کی طرف چلے تو چلنے نہ دیا !
کالج نے بٹھا دیا جو مانند شجر !
کچھ پھول چلے تھے اس نے پھلنے نہ دیا

## ایضاً

کچھ بھی نہیں چاہتے وہ چندے کے سوا
اس باغ میں کیا دھرا ہے پھندے کے سوا
گلچیں ہے ہر اک نہیں ہے بلبل کوئی
اس نکتہ کو کون سمجھے بندے کے سوا

## ایضاً

رئیسوں کی اسپیچ ہے یہ ترانہ ہے نہ عملے کا
نہ یہ پودا ہے گلشن کا نہ یہ بوٹا ہے گملے کا
ہمارے حضرت شیخ مہذب کی ذہانت ہے
خدا انہیں چکیدے یہ بھی اک طرہ ہے شملے کا

## ایضاً

پردے کا کیا ہے خود اڑنگا پیدا !
خود ہم نے کیا ازار اور انگا پیدا
کیا خوب کہا ہے مولوی مہدی[۱] نے
نیچر نے کیا ہے ہم کو ننگا پیدا

## ایضاً

اسمال[۲] نہیں گریٹ[۳] ہونا اچھا !
دل ہونا برا ہے پیٹ ہونا اچھا
پنڈت ہو کہ مولوی ہو دونو بیکار
انسان کو گریجوایٹ[۴] ہونا اچھا

## ایضاً

سنتا نہیں کچھ کسی سے بڑھ بڑھ کے سوا
کہتا نہیں کوئی کچھ بھی پڑھ پڑھ کے سوا
پڑھنے کا نہ ٹھیک اصول۔ بڑھنے کی نہ راہ
اور قبلہ کوئی نہیں علیگڈھ کے سوا

## ایضاً

جب پڑی قومی مصیبت تو کسی نے کیا کیا
سب ہوئے اندوہگیں خونِ جگر سب نے پیا
ہاں جو شاعر تھے انہوں نے نالہ موزوں کیا تھا
داغ دل کو آسمانِ نظم پر چمکا دیا !

## ایضاً

اشارہ ہے یہی بادِ صبا کا
چمن اک رنگ ہے اُس کی ادا کا
نسیمِ صبح گاہی وجد میں ہے
عجب مطلب ہے بلبل کی صدا کا

---

۱؎ مولوی مہدی علیخاں مرحوم رئیس ہیں اور وکیل الہ آباد
۲؎ انگریزی لفظ Small بمعنی چھوٹا
۳؎ انگریزی لفظ Great بمعنی بڑا
۴؎ ڈگری یافتہ انگریزی یونیورسٹی

## رباعی

عجیب برق بلا تھا نظارہ اُس مس کا
وجود ہی نہ رہا دل میں دین کے حس کا
نسیم و گل کے تعلق پہ یہ نہیں غمّاز
خدا زیادہ کرے نور چشم نرگس کا

## ایضاً

خرد کی تفرقہ جوئی سے انتشار رہا
ہمیشہ مجھ پہ یہ کم بخت ہوش بار رہا
نشانِ شوکتِ انساں بنے تو مٹ بھی گئے
خدا کا نام ہی عالم میں برقرار رہا

## ایضاً

بانکپن دل میں عقیدوں پہ وہ جوبن نہ رہا
کی ترقی تو بہت پر وہ میاں پن نہ رہا
لان ٹینس کے بن گئے شاہی گلزار
ساتھ سبزے کے ہجوم گل و سوسن نہ رہا

## ایضاً

تیغیں نیام میں ہیں انداز جنگ بدلا
خاموش ہیں زبانیں محفل کا رنگ بدلا
مائی کو پوت کی اب مطلق خبر نہیں ہے
اسٹیمروں سے مل کر انداز گنگ بدلا

## ایضاً

دنیا سے ہمیں نے کچھ بھی نہ چاہا
دل ہی نہ ابھرا جی ہی نہ چاہا !
اس میں برائی کیا تھی جو ہمیں نے
احیائے رسمِ دیرینہ چاہا !

## ایضاً

چھوڑ لٹریچر کو اپنی ہسٹری بھول جا
شیخ و مسجد سے تعلق ترک کر اسکول جا
چار دن کی زندگی ہے کوفت سے کیا فائدہ
کھا ڈبل روٹی کلرکی کر خوشی سے پھول جا

## ایضاً

لیلیٰ نے سایہ پہنا مجنوں نے کوٹ پہنا
ٹوکا جو ہمیں نے بولے بس بس خاموش رہنا
حسن و جنون بدستور اپنی جگہ ہیں لیکن
ہے لطف بحر ہستی فیشن کے ساتھ رہنا

## ایضاً

مسلم ہے مگر بات نبی کی نہیں سنتا
لڑکا ہے مگر اپنے ولی کی نہیں سنتا
ہاں آپ جو فرمائیں تو سب ہیں ہمہ تن گوش
آپس میں تو اب کوئی کسی کی نہیں سنتا

# رباعی

اس دورِ فلک میں کوئی کیا دیکھے گا !
جو کچھ دکھلائے گا خدا - دیکھے گا !
رنجیدہ ہے جس نے ابتدا دیکھی ہے
بے حس ہوگا جو انتہا - دیکھے گا !

## ایضاً

اثباتِ خدا کو منطقی اٹھ نہ سکا !!
خاکِ حیرت سے ذہن ہی اٹھ نہ سکا
اللہ رے نزاکتِ وجودِ باری !!
ثابت ہونے کا بار بھی اٹھ نہ سکا

## ایضاً

بوئے گل میں فسوں ہی وہ نہ رہا
موسم بدلا جنوں ہی وہ نہ رہا !
سینے میں وہ دل کہاں سے آئے اکبر
جب اپنی رگوں میں خون ہی وہ نہ رہا

## ایضاً

ہمکو ابرو کی کجی نے مارا !
شیخ صاحب کو کجی نے مارا
خانۂ دین ہوا القصہ تباہ !
آئی آواز کہ انا للہ !!

## ایضاً

فتح عرب پہ گو ہے تمہیں شوق ناز کا
بہتر ہے اُس سے ذوق درود و نماز کا
گردن اٹھائے نہ بہت پالٹیکس میں
سجدہ میں اب ہے کام جبینِ نیاز کا

## ایضاً

دقت ہی پر ہر ایک کام اچھا
آسمان کا پروگرام اچھا
قرب ہے جن کو تختِ شاہی سے
دور ہی سے انہیں سلام اچھا

## ایضاً

کرتے نہیں کوئی اِن میں ذکرِ مولے
ہے مانگ روپے کی غل ہے دس لا سولا
مجلس ہے یہی تو اس سے عزلت بہتر
دنیا ہے یہی تو ترکِ دنیا اولے

## ایضاً

قوم پر ممبری کا قبضہ ہوا !
کل جو اپنا تھا آج غیر ہوا
شیخ جی مر گئے کمیٹی میں !!
غل مچا خاتمہ بخیر ہوا

## رباعی

بنگالی ہاتھ میں قلم لے تو کیا!
مسلم جو مثالِ بزم جم لے تو کیا
ہندی کی نجات ہے نہایت مشکل
سو مرتبہ مر کے وہ جنم لے تو کیا

## ایضاً

گذرا ہے میری نظر سے سب کا جلوا
سب سے بہتر روز و شب کا جلوا
کہتا ہے عجم۔ عجم میں ہے جم موجود
کہدو کہ عرب میں دیکھ رب کا جلوا

## ایضاً

غم کیا جو آسمان ہے مجھ سے پھرا ہؤا
میری نظر سے خود ہے زمانہ گرا ہؤا
مغرب نے خوردبیں سے کمر انکی دیکھ لی
مشرق کی شاعری کا مزا کرکرا ہؤا

## ایضاً

خانۂ امید آتا ہے نظر اُجڑا ہؤا !
دل کو حیرت ہے کہ یا اللہ کیا تھا کیا ہؤا
کیا کسی بزم طرب میں ہوں میں اے اکبر شریک
آنکھ بھی روئی ہوئی ہے دل بھی ہے تڑپا ہؤا

## ایضاً

بزم ہستی میں مرے پیشِ نظر کیا کچھ نہ تھا
دیکھتے ہی دیکھتے لیکن جو دیکھا کچھ نہ تھا
بے تعلق منزلِ ہستی سے گذرا دل میرا
اُس کی نظروں میں مزا اور تمنا کچھ نہ تھا

## ایضاً

نہیں ہے کام زباں کا کچھ اب دعا کے سوا
نظر کسی پہ نہیں ہے مری خدا کے سوا
کبھی کرینگے نہ وہ میرے دل سے ہمدردی
کوئی علاج نہیں ترک مدعا کے سوا

## ایضاً

میں کیا کہوں اُسے اور کیا کروں گلا اُس کا
مجھے ہنوز پتہ ہی نہیں ملا اُس کا
اگرچہ دل کو ہے سودا اُسے بُرا نہ کہو
کسی کی زلف سے ملتا ہے سلسلہ اُس کا

## ایضاً

میں نام سعی کا اپنی خدا نہ رکھوں گا
جو بن پڑیگا مگر وہ اٹھا نہ رکھوں گا
ادائے شکر تو سمجھونگا فرض وعدوں پر
امید آپ سے لیکن ذرا نہ رکھوں گا

# رباعی

خدا طالب نہیں تم سے مقفیٰ بات کرنے کا
خلاصہ ہے یہی ساری شریعت اور حکمت کا
وہ اُس سے خوش ہے جسکو شوق ہے خیرات کرنے کا
وہی بندہ ہے اچھا شوق ہو جسکو عبادت کا

## ایضاً

کل کی امیدوار ہے دنیا !
بے خبر رکھتی ہے حقیقت سے !
عالم انتظار ہے دنیا ! !
ہوش پر میرے بار ہے دنیا ! !

## ایضاً

سمجھا تھا میں کہ وقت جو آیا گذر گیا
کہتا ہے جسکو وقت ترا ہی ظہور ہے
کہتا ہے فلسفہ کہ تجھی میں ٹھہر گیا
دامانِ عمر تیری ہی ہستی سے بھر گیا

## ایضاً

طرزِ عمل پہ ہم نے کبھی غور کیا کیا
ہم سے گناہ گار کی قوت جو چھین لی !
جو نفس نے کہا وہ کیا اور کیا کیا
بیشک خدا نے رحم کیا جور کیا کیا !

## ایضاً

پولٹیکل سروں سے ہرگز نہ ساز کرنا
موسم جو ہو مخالف ہرگز نہیں مناسب
تدہ چند ہے جو چاہے بلبل کو باز کرنا
منقار کو قرینِ آہنگ ناز کرنا !

## ایضاً

مٹی کو آگیا ہے روحوں کو پھانس لینا
ہوش و خرد کا نزلہ تکلیف دے رہا ہے
سب کے گلے پڑا ہے دن رات سانس لینا
جائز سمجھ لیا ہے یاروں نے کھانس لینا

## ایضاً

بتانِ دہر سے مجھ کو تمتع ہو نہیں سکتا
محیطِ دہر میں کتنا خطوں کا ہے غلط راہی
خلوص امکان سے باہر تصنع ہو نہیں سکتا
جو رُخ ہو جانبِ مرکز تقاطع ہو نہیں سکتا

## ایضاً

تنگ دنیا سے دل اس دورِ فلک میں آگیا
آسمان کو تو غلط ثابت کیا سائنس نے
جس جگہ میں نے بنایا گھر سڑک میں آگیا
عرش باقی تھا سو وہ بھی حدِ شک میں آگیا

## رباعی

واقف کبھی خوشی سے مرا دل نہ ہو سکا
لیکن یہ غم ہی کیا ہے کہ غافل نہ ہو سکا
تو ہیں سمجھ کے دیر میں پاتے ہی کچھ عروج
افسوس ہے کہ دل متحمل نہ ہو سکا!

### ایضاً

فراغِ طبع ہمکو اپنے ہی غم سے نہیں ملتا
کسی سے ہم نہیں ملتے کوئی ہمسے نہیں ملتا
کیا ہے ذوقِ ترکِ ماسوا نے مجھکو دیوانہ
دل اپنا اس سے ملتا ہے جو عالم سے نہیں ملتا

### ایضاً

مجھے آتا نہیں اچھی طرح سے اظہارِ غم کرنا
مگر کچھ منحصر اس پر نہیں اُس کا کرم کرنا
رہِ عرفان میں حسبِ خط و الم کا نا مناسب ہے
پسندِ طبع اکبر ہے نہ خوش رہنا نہ غم کرنا

### ایضاً

چلنا جو میں چاہوں تو قدم اٹھ نہیں سکتا
لکھنے کی ہو خواہش تو قلم اُٹھ نہیں سکتا
ہو عزم فغاں کا تو زباں ہل نہیں سکتی
جبکا جو رہوں بارِ الم اُٹھ نہیں سکتا

### ایضاً

فلک سے شکوۂ جور و ستم کیا
زمین چکر میں جب خود ہے تو ہم کیا
ہمیں دنیا میں بحثِ بیش و کم کیا
زیادہ خود نہیں ہے وہ تو ہم کیا

### ایضاً

جو مرغِ صبح کی آواز کو بانگِ اذاں سمجھا
اسے بیدار دل نے دہر کا رازِ نہاں سمجھا
جو اپنی زندگانی کو فقط اک امتحان سمجھا
اُسی نے راحت و تکلیف کا رازِ نہاں سمجھا

### ایضاً

تھی فقط غفلت ہی غفلت عیش کا دن کچھ نہ تھا
ہم نے سب کچھ اُس کو سمجھا تھا وہ لیکن کچھ نہ تھا
طالبِ دنیا کو وقتِ نزع کیوں ہوتی نہ یاس
تھا جو ظاہر ہو گیا وہ ختم۔ باطن کچھ نہ تھا

### ایضاً

پائے رشنا ئی سو جاتے ہیں ہم میں پیدا
رہنما بننے کو ہوتی نہیں آنکھیں پیدا
اُن نگاہوں سے تعلق کی یہ جلدی کیا ہے
حضرتِ دل ابھی کچھ خون تو کر لیں پیدا

## رباعی

یہ بت مجھے نہیں دیتے امان شکرِ خدا
خدا کی راہ میں جاتی ہے جان شکرِ خدا
اجل کے شوق میں پروائے زندگی نہ رہی
نظر میں ہیچ ہے سارا جہان شکرِ خدا

### ایضاً

موسم گل ہی سہی چاک گریباں اتنا
کل کچھ اس سے بھی سوا آج تو جی ہاں اتنا
برہمی زلف مصیبت کی ہے حسنِ رُخِ عشق
قدرداں دل ہے تو پھر کیوں ہے پریشاں اتنا

### ایضاً

اُس کو نہ پا سکا مگر اس غم میں رو سکا
یہ بھی ہے اُس کا فضل کہ اتنا تو ہو سکا
کوشش یہ تھی خودی کو میں گم کردوں عشق میں
دقت یہ ہو گئی کہ فقط عقل کھو سکا !

### ایضاً

خرد سے انکشاف رازِ ہستی ہو نہیں سکتا
یہ امر اس راز کی عظمت کو لیکن کھو نہیں سکتا
جو ہے آرام دہ بستر تو دروازہ شکستہ ہے
مصیبت دیکھئے نیند آ رہی ہے سو نہیں سکتا

### ایضاً

مرنے والا مر گیا اور رونے والا رو چکا
وائے بر ہستی اگر مقصودِ ہستی ہو چکا !
اب جنوں سے کام لونگا میں رہِ تحقیق میں
عقل کے پیچھے تو اتنا وقت اپنا کھو چکا !

### ایضاً

اب غم کا بھی حق مجھ سے ادا ہو نہیں سکتا
ہوں مضمحل اتنا کہ بہت رو نہیں سکتا
افسوس کہ راحت تو مجھے مل نہیں سکتی
اور جان بلا حکمِ خدا کھو نہیں سکتا

### ایضاً

ہند میں بُت کو چاہنا ہی پڑا
برہمن سے بنا بنا ہی پڑا ! !
اس قدر درد ہو تو ضبط کہاں !
دل کو آخر کراہنا ہی پڑا ! !

### ایضاً

مانا کہ معذرت سے وہ رو براہ ہوگا
اس سوءِ ظن میں لیکن کب تک نباہ ہوگا
بے داد بت کو اکبر سہتا ہے بے تردد
کوئی تو ہے کہ جس سے وہ داد خواہ ہوگا

## رباعی

عشق میں حسنِ بیان وجہ تسلی نہ ہوا
دل میں کہتے تھے کہ یہ ہوگا وہ ہوگا لیکن
لفظ چمکا مگر آئینہ معنی نہ ہوا!
کٹ گئی عمر امیدوں ہی میں کچھ بھی نہ ہوا

## ایضاً

خیر اُن کو کچھ نہ آئے پھانس لینے کے سوا
تھی شبِ تاریک چور آئے جو کچھ تھا لے گئے
مجھکو اب کرنا ہی کیا ہے سانس لینے کے سوا:
کرہی کیا سکتا تھا بندہ کھانس لینے کے سوا

## ایضاً

ابتداء عالم ہستی میں میں بے ہوش تھا
پھر مصائب اور فنا کے تجربے پیہم ہوئے
ہوش جب آیا تو دل میں غفلتوں کا جوش تھا
بعدازاں جب تک جیا مغموم تھا خاموش تھا

## ایضاً

شوق اگر یہ ہے کہ ہوتی رہے صحبت پیدا
گھر میں احساس ضرورت ہو تو بازار کو جا
بہ تکلف نہ کیا کیجئے رغبت پیدا
کرنہ بازار میں جاکے ضرورت پیدا

## ایضاً

پیٹ سے دل نے کہا درجہ ہمارا ہے بڑا
پیٹ بولا اصطلاحیں تیری سب منسوخ ہیں
ساغرِ جمشید ہم ہیں تو ہے بنئے کا گھڑا
ہم ہیں اب غربی گدام اور تو ہے شرقی جھونپڑا

## ایضاً

کہا بقراط سے دنیا میں کیوں آیا تو اے دانا
کہا کیونکر بسر کی عمر بولا ساتھ حیرت کے
کہا اُس نے کہ میں لایا گیا مجھکو پڑا آنا
کہا کیا جانتا بولا یہی کچھ نہیں جانا یہی جانا

## ایضاً

جس سے میری زندگی تھی مرگیا کیوں مرسکا
واقعات جانگزا کا کیوں ہوا ایسا وقوع
چرخ نے یارب ستم مجھ پر کیا کیوں کرسکا
کیوں نہ میری آہ سے قانونِ فطرت ڈرسکا

## ایضاً

غرور توڑ کے منطق کو سست کردے گا
بلا پہ صبر کرو تم خدا خدا میں رہو!
زمانہ آپ ہی اس کو درست کردے گا
خدا ہی صبر کی ہمت کو چست کردے گا

# رباعی

کہنے کو تو شاہ سب ہیں مہراج ہیں سب
مالک دولت کے ۔ مالک تاج ہیں سب
لیکن کھولو جو چشم تحقیق اکبر
بے بس ہیں سب ۔ خدا کے محتاج ہیں سب

## ایضاً

وہ دست درازیوں سے کب ہے تائب
ہے حافظِ دین یہ شمع فکر صائب
رخصت ہو جو علم دین تو پھر دین بھی جائے
گل ہو جو چراغ ابھی ہو پگڑی غائب

## ایضاً

ہے صاف عیاں حرم سرا کا مطلب
بیگانوں کے واسطے ہے اک حد ادب
ممکن ہو اگر تو اُس کو قائم رکھو !!
عزت کے نشان اور تو مٹ گئے سب

## ایضاً

سوجھا نہیں خود غرض کو آئینِ صواب
جتنا چھوڑو گے ہم کو تم ہو گے خراب
واللہ یہی نتیجہ ہوگا پیدا
دنیا میں حقارت اور عقبےٰ میں عذاب

## ایضاً

زمزموں سے کیوں نہیں تجھکو سیری عندلیب
کون سنتا ہے صدا گلشن میں تیری عندلیب
پارک میں انکے دیا کرتا ہے اسپیچ و نا !
زاغ ہو جائیگا اک دن آخر یہ بھی عندلیب

## ایضاً

مشرق پہ ہے گو کہ ضعفِ پیری غالب
ہر چند کہ ہے غمِ اسیری غالب
مستی اکبر کی رقص مس سے نہ رکی
بھونرے پہ نہ ہو سکی بھبھیری غالب

## ایضاً

میری طرف سے سارا جہان بدگمان ہے اب
آزادیٔ کلام وہ مجھ میں کہاں ہے اب
رکھتی ہیں پھونک پھونک کی باتیں مری قدم
تیغ زبان نہیں ہے عصائے زباں ہے اب

## ایضاً

جلوہ ارض و سما دکھلا کے ہے نیچر بھی چپ
لا الٰہ اور قل ہو اللہ کہہ کے پیغمبر بھی چپ
بحث اُس کی ذات میں کیونکر رہے ہے فلسفی
ایسے ایسے چپ ہیں یہ ہوتا نہیں اس پر بھی چپ

## رباعی

محتاج در وکیل و مختار ہیں آپ !
آوارہ و منتشر ہیں مانند غبار !
سارے عملے کے ناز بردار ہیں آپ
معلوم ہوا مجھے زمیندار ہیں آپ

### ایضاً

کامل کم ہیں اور اہل ارشاد بہت
ہے بزم سخن کا حال یہ اے اکبر
ساحر کم ہیں بنیں گے صیاد بہت
شاعر کم ہیں مگر ہیں استاد بہت

### ایضاً

بندوں نے بھلا دیا ہے وہ عہد الست
کیا زید بکر پہ معترض ہونا ہے
نافہمی و حرص میں ہیں اکثر بدمست
اک گورپرست ہے تو اک زرپرست

### ایضاً

پیری آئی ہوئی جوانی رخصت !
ہے اب تو اسی کا انتظار اے اکبر
ساتھ اُس کے وہ لطف زندگانی رخصت
ہم کو بھی کرے جہان فانی رخصت

### ایضاً

تیری معین فقط ہے خدا کی ذات اے دوست
طلب مدد کی نہیں اُنسے جو ہیں خود محتاج
خدا گواہ کہ پکّی یہی ہے بات اے دوست
طلب مدد کی ہے بالصبر والصلوٰۃ اے دوست

### ایضاً

تحریکِ ضرورتِ معشیت ہے بہت
خالق کے جمال کا تو سودا کم ہے
خرقے کو بھی اب خیال خلقت ہے بہت
اللہ کے نام کی تجارت ہے بہت

### ایضاً

جاتی رہی وعظ مذہبی کی قوت ! !
اطفال کو ناز ہے۔ مگر قومی آنکھ !
ہر سر میں سمائی خودسری کی قوت
روتی ہے کہ ہے یہ خودکشی کی قوت

### ایضاً

عینک آنکھوں پہ منہ میں مصنوعی دانت
اب تک ہے مگر وہی ہوس حضرت کی
نیچر نے سکھا کے کر دیا جسم کو تانت
ہے طول امل ہنوز شیطان کی آنت

# رباعی

جی کے مرنے میں کیا ہے ناز کی بات
مر کے جینا ہے امتیاز کی بات
چاہتی تھی زبان کرے تو صحیح !!
دل پکارا کہ ہے یہ راز کی بات

## ایضاً

ہر رنگ کی باتوں کا میرے دل میں ہے جھرمٹ
اجمیر میں کلچا ہوں علیگڑھ میں ہوں بسکٹ
پابند کسی مشرب و ملت کا نہیں ہوں
گھوڑا میری آزادی کا اب جاتا ہے بگٹٹ

## ایضاً

اٹھتی ہیں تجھ سے یہ آہیں دل ناشاد عبث
سننے والا نہیں کوئی تو ہے فریاد عبث
چرخ کہتا ہے ضروری ہے تڑپنے کیلئے
ورنہ گزری ہوئی باتوں کی ہے اب یاد عبث

## ایضاً

شیخ آنر کیلئے آئے ہیں میدان کے بیچ
ووٹ ہاتھوں میں ہے اسپیچ قلمدان کے بیچ
وہی قسمت وہی قانون اور اس پر یہ بکھیڑ
اے خدا عقل ہے حیران تری شان کے بیچ

## ایضاً

کرلی ہے خوب میں نے نئی روشنی کی جانچ
مجھ سے بہت نہ کیجئے اب آپ تین پانچ
ان لیڈروں کی شعلہ زبانی سے کیا ہوا
ہانڈی تو سرد رہ گئی مذہب پہ آئی آنچ

## ایضاً

کروں میں کس طرح اس دور آفتاب کی مدح
ہنوز شرع میں جائز نہیں شراب کی مدح
مجال کیا کوئی کہدے خوشامدی مجھکو
اسی سبب سے بہت سہل ہے جناب کی مدح

## ایضاً

عابدوں کے دم سے ہے یہ رونق دربار صبح
نعرۂ تکبیر سے ہے گرمئی بازار صبح
جھانکتا ہے اس کی جانب دور سے مہر مبین
خوش نصیب اٹھیں وہ ہیں جنپر کھلیں اسرار صبح

## ایضاً

جسم میں یا تو کبھی تھا شوق سے ہیجان روح
یا تعلق جسم سے اب ہوگیا سوہان روح
عقل انساں کیوں نہ عاجز ہو ترے ادراک میں
روح ہی کو یہ نہ سمجھی اور تو ہے جان روح

## رباعی

سید کی طرف تو چندہ لانے کی ہے پیچ — اور شیخ کے گھر میں پہنچانے کی ہے پیچ !
بہتر ہے یہی کہ بت پرستی کیجے ! — گو اس میں بھی شیخ کو نہانے کی ہے پیچ

## ایضاً

دل ہو وفا پسند نظر ہو حیا پسند — جس حسن میں یہ وصف ہو وہ ہے خدا پسند
توڑوں پہ تیرے جھومنے لگتی ہے شاخ گل — بیجا ہے تیرا ناچ مجھے اے صبا پسند

## ایضاً

دنیا کرتی ہے آدمی کو برباد — افکار سے رہتی ہے طبیعت ناشاد
دو ہی چیزیں ہیں بس محافظ دل کی ! — عقبیٰ کا تصور اور اللہ کی یاد

## ایضاً

حق نے جنہیں دی ہے فہم قرآن مجید — ہونے کے نہیں وہ پیر گردوں کے مرید
بدلے سو رنگ انقلاب دنیا. — ہر حال میں اُن کو ہے خدا ہی سے امید

## ایضاً

یہ بات غلط کہ ملک اسلام ہے ہند — یہ جھوٹ کہ ملک لچھمن و رام ہے ہند
ہم سب ہیں مطیع و خیر خواہ انگلش ! — یورپ کے لئے بس ایک گودام ہے ہند

## ایضاً

رنج سے زیر فلک عیش کی تمہید کے بعد — دیکھئے ماہ محرم ہی پڑا عید کے بعد
جلوۂ حسن کچھ آسان نہیں اے دیدۂ شوق — حور کا ذکر بھی ہے حشر کی تمہید کے بعد

## ایضاً

گو بنتے ہیں ممبری فنانی پرشاد — لیکن نہیں اپنی ناتوانی پرشاد
کونسل میں بڑھا رہے ہیں طاقت اپنی — عاقل ہیں مکرّمی بجھوانی پرشاد

## ایضاً

مذموم ہے رمز و طعنہ و کبر و حسد — رکھو یہ روش کرے جو اللہ مدد
ہم رنگ سے ارتباط با صدق و صفا — بے میل سے احتراز بے کینہ و کد

# رباعی

نظر ان کی رہی کالج میں بس علمی فوائد پر
بس اصل کار دیں تو صرف تسبیح و قناعت ہے
گرا کیں چپکے چپکے بجلیاں دینی عقائد پر
عوام الناس باہم جنگ کرتے ہیں زوائد پر

## ایضاً

جس نے ابھارا خلق کو طاعت کردگار پر
شاہ و وزیر کے تو نام دب گئے ہسٹری کے ساتھ
نقش اسی کا رہ گیا صفحۂ روزگار پر
سکۂ انبیاء ابھی ہے ہر دیار پر

## ایضاً

کیا افسردہ نافہموں نے مجھ کو ہم نشیں ہو کر
ہجوم یاس نے مطلق جگہ باقی نہیں رکھی
طبیعت رک گئی افسوس معنی آفریں ہو کر
تمنا پھر گئی آخر مرے دل سے حزیں ہو کر

## ایضاً

اب شغل زندگی کے ہیں قانون ہی کچھ اور
وہ جادوئے سخن ہے نہ وہ رنگ انجمن
کیسی غزل یہاں تو ہے مضمون ہی کچھ اور
تہذیب مغربی کے ہیں افسوں ہی کچھ اور

## ایضاً

مائل نظر ہے زلف مس کج کلاہ پر !
اچھا ہوا مقابلہ برق حسن و عشق
سونا چڑھا رہا ہوں میں تار نگاہ پر
ان کو ہنسی جو آ گئی عاشق کی آہ پر

## ایضاً

چھوڑ دہلی لکھنؤ سے بھی نہ کچھ امید کر
صاف ہے روشن ہے اور ہے صاحب سوز و گداز
نظم میں بھی وعظ آزادی کی اب تائید کر
شاعری میں بس زبان شیخ کی تقلید کر

## ایضاً

فرمان اجل کا آ گیا وقت صدور
دیکھیں منکر نکیر کیا کہتے ہیں !
ہوں گے کوئی دم میں شامل اہل قبور
یاں سب مجھے کہتے ہیں خداوند حضور

## ایضاً

دیکھئے اکبر کے آج کچھ اشعار
تجربہ خود بنے گا واعظ دیں !
آئی بیحد پسند یہ گفتار ! !
لیک بعد از خرابے بسیار !

# رباعی

[illegible] شکوہ و لفاظی و سیر
افسوس ہے مخلصوں کو اور ہنستے ہیں غیر
بیٹھا [illegible] رہیے بستر کہہ کر
ہوسکتی ہے تب امید تمنت بالخیر

## ایضاً

منکر نہیں روح کے جو یہ اہل غرور
اک امر ہے پوچھنا ہمیں انسے ضرور
[illegible] و خرد وہ تم کو دینے پہ کہو!
پیدا ہوا مادے ہیں کیونکر یہ شعور

## ایضاً

سید صاحب سکھا گئے ہیں جو شعور
کہتا نہیں تم سے میں کہ ہو اُس سے نفور
سوتوں کو جگا دیا انہوں نے لیکن
اللہ کا نام لے کے اُٹھنا ہے ضرور

## ایضاً

لیجاؤں لحد میں اپنا اسلام بخیر
لکھیں یارب ملک میرا نام بخیر
اسلام سے جس نے بیوفائی کی ہے
پایا نہیں ہیں نے اس کا انجام بخیر!

## ایضاً

ہو علم اگر نصیب تعلیم بھی کر!
دولت جو ملے تو اُس کو تقسیم بھی کر
اللہ عطا کرے جو عظمت تجھ کو
جو اہل ہیں اُسکے اُن کی تعظیم بھی کر

## ایضاً

افسوس ہے بدگمان کی آزادی پر!
خالق کبھی خوش نہ ہوگا بربادی پر
طاعون سے کیوں ہے اتنی وحشت اکبر
یہ تو اک ٹکس ہے اس آبادی پر

## ایضاً

پنڈت بیٹھا ہے اپنی پوتھی لے کر
بنیا بیٹھا ہے موٹھ موتھی لے کر
سودا اس کو ہے جو سدھارا لندن
وہ دولت و جنس گھر میں جو تھی لیکر

## ایضاً

کیا اسکی خوشی کہ تم کو ہے عقل کثیر!
ہم کو تو اسی سے کر دیا تم نے فقیر
ہرگز یہ نہیں ہے حسن قانون خدا
کہتے ہیں حضور اُس کو حسن تدبیر

## رباعی

تہمد پہ ہے شبۂ و حقارت کی نظر!
بہتر ہے یہی برہنہ پھرئیے اکبر!
پتلون پہ غصہ و شرارت کی نظر!
شائد پڑ جائے اُن کی رغبت کی نظر

## ایضاً

اس بُت کیلئے ہے دہر میں فصل بہار
کہتا ہے اٹھاؤ اس کو یہ ہے مرا عرش
اک تخت رواں پہ پھرتا ہے لیل و نہار
کہدو اکبر کہ میں فرشتہ نہ کہار

## ایضاً

ہیں اہل جہاں منکر اللہ سے کد پر
ہنگامے انہیں کے لئے ہیں حلِّ علٰے کے
دو پھول بھی رکھتے نہیں ملحد کے لحد پر
جو زیست میں عاشق تھے ہو اللہ احد پہ

## ایضاً

جمتا نہیں یقین کوئی میرے ہوش پر
کیونکر دل بیں دیکھ سکے اس جمال کو
کاموں کی یاں بنا ہے فقط ولولے جوش پر
جسکا خیال برق گراتا ہے ہوش پر

## ایضاً

پینا وہ ہے کہ مستی ہو اوج معرفت پر
کیا ہو بنائے الفت آخر مناسبت کیا
جینا وہ ہے کہ جو ہو امید آخرت پر
میں خاکِ بیکسی پر وہ تختِ سلطنت پر

## ایضاً

وہ دولت کیا رہی وہ دن جو تجھ سے منفصل ہو کر
ہوائے نفس کے تابع ہیں جنکے جسم اے اکبر
ترقی تو وہ ہے رہ جائے دل میں جزو دل ہو کر
انہیں کی روح رہتی ہے بدن میں منفعل ہو کر

## ایضاً

مبتلائے بحث کو رازِ خدا کی کیا خبر
پایا اک ہنگامہ ہم بھی ہو گئے اس میں شریک
معنی بے لفظ و لفظِ بے صدا کی کیا خبر
ابتدا کا علم کیسا انتہا کی کیا خبر

## ایضاً

ظاہر ہوئی کمیٹی و کالج کی اک لکیر
مرکز جو فطرتی تھے انہیں اب نہیں قرار
آخر اسی لکیر کے سب ہو گئے فقیر!
چکر میں خود پھنسے ہیں ہمارے امیر و پیر

# رباعی

میں کیا پاؤں گا اکبر بتکدے میں حاضری دیکر — یہ بُت رہ جائینگے تھوڑی سی دادِ کافری دیکر
کہاں تک اہل دنیا سے کروگے معذرت اکبر — یہی بہتر ہے چلدو اک جواب آخری دیکر

## ایضاً

ہستی ہیں رہے ہستیٔ وحدت ہیں فنا ہو کر — عالم کو میں کیوں دیکھوں عالم سے جدا ہو کر
فتوے خرد جو ہو دل کی تو صدا یہ ہے — فانی ہے جدا ہو کر باقی ہے خدا ہو کر

## ایضاً

جینے والوں کو تو گیں ہیں فقط پیشِ نظر — مرنیوالوں کے مصائب کی بہت کم ہے خبر
یہی باعث ہے کہ غفلت میں پھنسی ہے دنیا — لب خنداں کی ہے کثرت عوض دیدۂ تر

## ایضاً

میں کیا کرونگا عزیز یہ پارٹی[1] سے کر — مزا تو جب ہے آئے وہ پارٹی[2] لیکر
خموش ہو گیا بت کیطرح میں کونسل میں — برہمن اٹھے جو اپنی مجارٹی[3] لیکر

## ایضاً

یا تمہیدِ جلوہ ساقی ہو یا مے خانہ چھوڑ — ہوش کی پروا نہ کر یا شیشہ و پیمانہ چھوڑ
دین بنجنے کا نہیں ان صورتوں کے سامنے — یا پہنیں زنار اکبر یا بت خانہ چھوڑ

## ایضاً

یہ بھی غلطی دیا جو معبود کو چھوڑ! — اصلاح یہ ہے - غور بے سود کو چھوڑ
بزم ملت کا عافیت جو ہے اگر! — اللہ کے آگے جھک - اچھل کود کو چھوڑ

## ایضاً

سنتا ہوں محال ہے خدائی سے گریز — لیکن کہتا تھا مجھ سے کل اک انگریز
تم مانگ لو اپنے شاعروں سے گھوڑا — فطرت کے حدود سے زیادہ ہے وہ تیز

## ایضاً

مسجد نے کہا میرا منا نا بھی ہے اک چیز — کالج نے پکارا کہ زمانہ بھی ہے اک چیز
واعظ کی بلاغت بھی بڑی چیز ہے لیکن — سچ بات یہ ہے دل میں سمانا بھی ہے اک چیز

---

[1] انگریزی Party
[2] انگریزی Tea یعنی چاء
[3] انگریزی majority یعنی کثرت رائے

## رباعی

ہرگز نہیں ہمکو سلطنت کا افسوس!
ہے ابتری معاشرت کا افسوس
انگریزوں پہ ہے بہت کم الزام اس کا
ہے اپنے ہی فعل معصیت کا افسوس

### ایضاً

ہند میں شیخ رہ گیا افسوس
اونٹ گنگا میں بہہ گیا افسوس
دیکھکر ہم کو ایسے دلدل میں!
رہ چیتا بھی کہہ گیا افسوس

### ایضاً

نگاہ اُس بت بے دین کی ہے شراب فروش
عجب نہیں تجھے مستی کرے شباب فروش
کہا جو اُس نے کہ اب میں پھرونگا بے پردہ
منہ اُس کا دیکھ کے بس رہ گئے نقاب فروش

### ایضاً

کہدو کہ میں خوش ہوں رکھوں گر آپکو خوش
بجلی چمکاؤں اور کروں بھاپ کو خوش
سیکھوں ہر علم و فن مگر فرض یہ ہے
ہر حال میں رکھوں اپنے ماں باپکو خوش

### ایضاً

۳

بے سود ہے گنج و مال و دولت کی تلاش
ذلت ہے دراصل جاہ و شوکت کی تلاش
اکبر تو سرور طبع کو علم میں ڈھونڈ
محنت میں کر سکون و راحت کی تلاش

### ایضاً

یہ معشوق کا پیش نظر ہمیشہ ہی وصل ہے

عاشق کا خیال ہے بہت نیک تلاش
ہونے نہیں دیتا حسن کے راز کو فاش
کیوں وصل میں جستجو کمر کی وہ کرے
حاضر میں نہ حجت اور نہ غائب کی تلاش

### ایضاً

۴

بی شیخانی بھی ہیں بہت ذی ہوش
کہتی ہیں شیخ سے بجوش و خروش
خواہ لنگی ہو خواہ ہو تہمد!
در عمل کوش و ہر چہ خواہی پوش

### ایضاً

۵

کچھ دل ایسے ہیں کہ ہے جنہیں مضامین کا جوش
کچھ زبانیں ہیں وہ کھاتی ہیں جو تحسین کا جوش
ذوق طاعت کا مگر دل میں نہیں ہے پیدا
نہ زبانوں پہ دعائیں ہیں نہ آمین کا جوش

# رباعی

غالب انساں پہ خود پسندی ہے فقط
ہر ذرہ دہر سے یہ آتی ہے صدا
مذہب کیا ہے گروہ بندی ہے فقط
نعمت ہے اگر تو عقلمندی ہے فقط

## ایضاً

ہے ماہ صیام کی نہایت تعریف
نااہلوں کو یہ کبھی لگاتا نہیں منہ
بے شبہ یہ ہے مہذب و پاک و لطیف
کہتے ہیں اسی سبب سے رمضاں کو شریف

## ایضاً

تکمیل میں اُن علوم کے ہو مصروف
لیکن تم سے امید کیا ہو کہ تمہیں
نیچر کی جو طاقتوں کو کردیں مکشوف
عہدہ مطلوب ہے وطن ہے مالوف

## ایضاً

پیش آئے ہیں امور عادت کے خلاف
اولاد کو غالباً یہ تکلیف نہ ہو !!
پایا نہیں ہم نے اپنی راحت کے خلاف
وہ خود ہی ہیں مورثوں کی خصلت کیخلاف

## ایضاً

بن گئی ہے خضر راہ دوستاں کید حریف
ہم کو یہ سجدہ ملایا چاہتا ہے خاک میں
ہے نماز گریۂ زاہد سے خوش کیک نحیف
کون سمجھے شاعروں کے یہ اشارات لطیف

## ایضاً

مذہب کے جو ہو رہیں تو سرکار کا خوف
دونوں سے اگر بچیں تو احباب کو ہے
مذہب سے اگر پھریں تو پھٹکار کا خوف
بیرونقی دکان و دربار کا خوف !

## ایضاً

اونچے ہیں رذیل اور ہیں زیر شریف
اکبر کو یہ مجتبےٰ نے دی خوب صلاح
قسمت کا یہ دیکھتے ہیں اب پھیر شریف
جلد بیچئے بھائی صاحب اجمیر شریف

## ایضاً

فرمائیں میرا قصور حضرت جو معاف
انکار نہیں نماز روزے سے مجھے
جو امر واقعی گذارش کروں صاف
لیکن یہ طریق اب ہے فیشن کے خلاف

# رباعی

نیت ہو اگرچہ خیر و ایمان کی طرف
آنکھیں نہ اٹھاؤ بزمِ عصیاں کی طرف
مانا کہ بڑھو گے واں پہنچ کر لاحول
جانا ہی کیا ضرور ہے شیطاں کی طرف

## ایضاً

فیض کالج سے جوانی رہ گئی بالائے طاق
امتحان پیش نظر اور عاشقی بالائے طاق
وہ چراغوں سے ہیں جلتے ایسے ہیں روشن ضمیر
کہتے ہیں رکھئے پرانی روشنی بالائے طاق

## ایضاً

عالم بنئے تو کیجئے بات کا شوق :
مسٹر بنئے تو ہو مساوات کا شوق
چکمہ ہی میں آپ کو پھنسا رکھوں گا
مجھکو بھی ہوا ہے اب اسی بات کا شوق

## ایضاً

بل کھاؤ ہزار خواہ چھانٹو منطق !
نیچر تو ہے اپنی اصل ہی پر عاشق
لکھی ہے صحیح اک فرنگی نے یہ بات !
مغرب مغرب ہے اور مشرق مشرق

## ایضاً

الاماں اے زخم دل اے شدتِ سوزِ فراق
المدد اے مرگ مجھ پر زندگانی اب ہے شاق
روشنی طبع وہ مجھ میں کہاں ہے دوستو
شمع مردہ ہوں مجھے رہنے دو اب بالائے طاق

## ایضاً

پہونچی نگاہِ عقل رسا دور دور تک
لیکن نہ جا سکی کبھی اوجِ حضور تک
جامِ مئے الست سے ایسی تھی بیخودی
ہستی کا اپنی حس نہ ہوا نفخ صور تک

## ایضاً

ہم کو نہیں انکے عیش و راحت پر رشک
بے غیرت و کودن اس پہ برساتے ہیں اشک
کافی ہے ہمیں عبادتِ حق کے لئے
ایک اونٹنی ایک پال پانی اک مشک

## ایضاً

سامان عیش کچھ نہ رہا اڑ رہی ہے خاک
اس غم میں اپنی جان مگر کیوں کروں ہلاک
میں نے تو جل کے کہدیا اس سال جون میں
ٹٹی اگر نہیں نہ ہو خس کم جہاں پاک

# رباعی

دیکھا مناظرہ کا بہت اسنے رنگ ڈھنگ
اکبر کے دل میں اب نہ رہی بحث کی امنگ
کہتے بہت صحیح تھے یہ حضرت مذاق [1]
ایمان برائے طاعت و مذہب برائے جنگ

## ایضاً

نہ نرے اونٹ ہو نہ ہو بلڈاگ !
نہ تو مٹی ہی ہو نہ تم ہو آگ ! !
چال ہے اعتدال کی اچھی !
ساز حکمت کا جوڑ ہے یہ راگ

## ایضاً

ہندو تلتے ہیں تھام کر گائے کی سینگ
آغا گرمی دکھاتے ہیں بیچ کر ہینگ
لیکن حضرت کو ہے یہ کس چیز پر ناز
کالج میں ڈٹے ہوئے اڑاتے ہیں جو ڈینگ

## ایضاً

دنیا کی ہوس دھرم کا لیتی ہے جو رنگ
ذلت ہوتی ہے جاتری ہوتے ہیں تنگ
گنگا جی کا بہاؤ تو یکساں ہے !
آفت ہے مگر پراگ والوں کی یہ جنگ

## ایضاً

کمیٹی میں جتنے ہیں ارکان لیگ
بفضل خدا سب ہیں میرے کلیگ
مگر ان سے ہے مجھکو تخصیص خاص
کہ ہے نام کیساتھ جن کے علیگ

## ایضاً

ہے حرص و ہوس کے فن کی مجھکو تکمیل
غیرت نہیں میری بزم و دانش میں دخیل
ہیں نفس کی خواہشیں بہت مجھکو عزیز
جب چاہیں کریں خوشی سے مجھکو وہ ذلیل

## ایضاً

بے غیرت و خود فروش و جاہل سے نہ مل
حق سے ہو غافل ایسے غافل سے نہ مل
یکجا کر دیں حوادث دہر اگر !
جائز ہے اس سے مل مگر دل سے نہ مل

## ایضاً

دل ہو جو وسیع اور روشن ہو خیال
ہر رنگ دکھائے تجھکو خالق کا جمال
ساری دنیا ہے اس لو پیاری اکبر
کہتا ہے کم آل [2] جسکو حاصل ہے کمال

[1] جناب نواب احمد حسین خاں بہادر مذاق تعلقہ دار [illegible]

[2] انگریزی All بمعنی تمام

# رباعی

شیطان کا سنا جو شیخ صاحب نے یہ قول
بولے کہ فضول تجھکو یہ آتا ہے حول
میں خود بدل گیا ہوں زمانے کے ساتھ
پڑھتی ہے مجھی پہ اب دنیا لاحول

## ایضاً

ہیں حضرت ساحر آج اک حسن کمال
ہے مخزنِ حکمت و خرد اُن کا خیال
اشعار اکبر کے کیوں نہ ہوں یاد اُن کو
راجہ کے گھر میں موتیوں کا کیا کال

## ایضاً

کہتی ہے زراہ کبر مجھ سے وہ گرل[1]
کیا تجھ سے ملوں کہیں کا ڈیوک[2] نہ ارل[3]
اکبر نے کہا دکھا کے داغ دل و اشک
ہے مری گرہ میں بھی یہ روبی[4] یہ پرل[5]

[1] لڑکی [illegible] نواب
[3] امیر [illegible]
[5] سچا موتی

## ایضاً

فطرت سے الگ اگر تمہارا ہے خیال!
تاثیر کچھ اس میں ہو یہ ہے امر محال
گو طرز بیان پہ شور تحسین اُٹھے
مقبول نہ ہوگے پیش ارباب کمال

## ایضاً

کوئی سنتا نہیں تیری تو اس بکنے کا کیا حاصل
کوئی منزل نہیں در پیش پھر تھکنے کا کیا حاصل
اشارہ چشم شوق مشرقی سے ہے یہ مغرب کا
جو قوت ہو تو بسم اللہ منہ تکنے کا کیا حاصل

## ایضاً

کچھ نہ سمجھا شب فراق کا حال
کھل گیا یار کے مذاق کا حال
اعتبار آپ کو نہ آئے گا!
کیا کہوں اپنے اشتیاق کا حال

## ایضاً

مذہب کا معاشرت سے ہے ربط کمال
دونوں جو ہوں مختلف تو آرام محال
پہلے یہ مسئلہ سمجھ لیں احباب!
بعد اس کے رفارم[6] کا کریں دل میں خیال

[6] انگریزی Reform یعنی اصلاح

## ایضاً

جب علم گیا تو شوق عزت معدوم
دولت رخصت تو ذوق زینت معدوم
مسجد سے یہ آئی گوش اکبر میں صدا!
مذہب جو مٹا تو زور دولت معدوم

# رباعی

خواہانِ عَلَم نہ طالبِ گنج ہیں ہم
بے کینہ و بے ریا و بے رنج ہیں ہم
لغزش ہو کوئی تو دوست فرمائیں معاف
آزاد ہیں مست ہیں سخن سنج ہیں ہم

## ایضاً

انوار اس دور کے دل افروز ہیں کم
گویا کہ شبیں بہت ہیں اور روز ہیں کم
ہر چرب زبان نہیں ہے شمعِ اخلاص
جلنے والے بہت ہیں دل سوز ہیں کم

## ایضاً

رکھو جو مقابل اس کے سارا عالم
دنیا بخدا ہے اک ذرّے سے بھی کم
اُس ایک ذرے میں ہے ہماری کیا حاصل
نافہم ہیں کر رہے ہیں ناحق ہم ہم

## ایضاً

مخلوط کرو نہ نفس و نیچر کو بہم ! !
گو نفس نے بھی لیا ہے نیچر سے جنم
جو بھوک لگے زبان کو وہ ٹھیک نہیں
نافع وہ طعام ہے کہ طالب ہو شکم

## ایضاً

پڑتا ہے بتوں سے ساعتِ چند کا کام
تمہید میں اُس کی دولت و عمر تمام
اللہ سے ہر نفس کا رہتا ہے لگاؤ
دشوار ہے نفس سے عبادت کا کام

## ایضاً

علم و حکمت میں ہو اگر خواہشِ فیم[1]
سرکاری نوکری کو ہرگز نہ کر ایم[2]
شادی نہ کر اپنی قبلِ تحصیلِ علوم
بُت ہو کہ پری ہو خواہ ہو وہ کوئی میم

## ایضاً

تھا باعثِ الم مرض جانگزا اے قوم
مدت سے سن رہے تھے علیگڈھ میں ہائے قوم
آخر اودھ نے کالج بھی بنا لیا
شکر خدا کہ ہو گئی پیدا دوائے قوم !

## ایضاً

ماسٹر صاحب کا علم اسوقت گو ہے نیک نام
اہل دانش میں مگر میرا فزوں ہے احترام
بات بالکل صاف ہے پیچیدگی کچھ بھی نہیں
میں ہوں سعدی کا بھتیجا وہ ہیں ملٹن کے غلام

[1] انگریزی Fame بمعنی نیک شہرت
[2] انگریزی Ai بمعنی مطمحِ نظر

۳

## رباعی

مذہب نے کر دیا تھا ہر اک کو غریق قوم
دنیا و دیں کا فیصلہ آخر کو یہ ہوا
مجھے بتلائیے حج و صلوٰۃ و زکوٰۃ و صوم
عشق بتانِ شباب میں پیری میں عشق قوم

## ایضاً

انداز سلف کو یک قلم بھولی قوم!
جمعیت دین و دل سے کچھ کام نہیں
ہے سالک راہ غیر معمولی قوم
قومی اسکول ہے اور اسکولی قوم

## ایضاً

برق و تجارات کا زور اے حکیم!
تار پہ جاتے نہیں اہل نظر!
کب ہے پئے روح رہ مستقیم!
ریل سے کھینچا نہیں قلبِ سلیم!

## ایضاً

فتنہ نہیں فساد نہیں شور و شر نہیں
مانا کہ ہر طرح سے میں بے اختیار ہوں
یاں زن نہیں زمین نہیں اور زر نہیں
پر یہ بتاؤ تم کو خدا کا بھی ڈر نہیں

## ایضاً

واعظ ہمیں یہ وعظ کا دفتر سنائے کیوں
موسیقی و شراب جوانی و حسن ناز
ہم پوچھتے ہیں عالم ہستی میں آئے کیوں
بچتا ہے کون اور خدا بھی بچائے کیوں

## ایضاً

غم ہے اتنا کہ دل زار پہ قابو بھی نہیں
کیا مرے عہد میں بدلی ہے گلستاں کی ہوا!
ضبط یہ ہے کہ کہیں آنکھ میں آنسو بھی نہیں
رنگ کیسا کہ کسی پھول میں خوشبو بھی نہیں

## ایضاً

مزے کا جشن تھا اک شراب خانے میں
خدا کے فضل سے ہم نام کے مسلماں ہیں
کسی نے خوب یہ گایا کسی ترانے میں
وگرنہ چین سے رہتے نہ اس زمانے میں

## ایضاً

بعد پنشن کے تصنع سے مجھے ساز نہیں
گو اب آزاد ہوں لیکن مری صحت ہے خراب
ہوں جو بے شغل تو اکبر یہ کوئی راز نہیں
پر کھلے ہیں مگر اب طاقتِ پرواز نہیں

# رباعی

کیوں کرنے لگے وہ مجھ گدا سے باتیں
میں سجدے میں کہہ رہا ہوں سبحان اللہ
زوروں پہ ہیں کرتے ہیں ہوا سے باتیں
بیٹھوں میں وہ کریں خدا سے باتیں

## ایضاً

چہرہ یورپ کا میں پروانہ ہوں !
شب میں پیدائش ہوئی ہے پیش شمع
اُس کی ہر ایک بات کا دیوانہ ہوں
جلوۂ خورشید سے بیگانہ ہوں

## ایضاً

جو حسرتِ دل ہے وہ نکلنے کی نہیں
یہ بھی ہے بہت کہ دل سنبھالے رہیئے
جو بات ہے کام کی وہ چلنے کی نہیں
قومی حالت یہاں سنبھلے کی نہیں

## ایضاً

حواس و فہم ہیں اُلجھے ہوئے ہیں !
خدا تک ہے رسائیٔ دشوار ! ! !
برات وہم میں الجھے ہوئے ہیں
سب اپنے وہم میں اُلجھے ہوئے ہیں

## ایضاً

اس قوم کو یک دلی کی رغبت ہی نہیں
اکبر کہتا ہے میل رکھو باہم !
جو ایک کرے اُدھر طبیعت ہی نہیں
وہ کہتے ہیں میل کی ضرورت ہی نہیں

## ایضاً

کیسا اسلام ان میں غیرت ہی نہیں
طرزِ تعلیم پر ہے لیکن الزام
ایمان کہاں کہ جب بصیرت ہی نہیں
وہ علم نہیں تو وہ طبیعت ہی نہیں

## ایضاً

واں شوکت و زینت کے جو اسباب بہت ہیں
صاحب کی سی محفل تو میسر نہیں لیکن
معنی کے یہاں گوہر نایاب بہت ہیں
صد شکر کہ اکبر کے بھی احباب بہت ہیں

## ایضاً

مشتاقِ لقا ہوں در پہ حاضر ہوں میں
حضرت کو جو فرصت ملاقات نہ ہو
منظور نہیں کہ بارِ خاطر ہوں میں
بوسے پہ آستان کے شاکر ہوں میں

# رباعی

دل چسپ ہوائیں سوئے گلشن پہونچیں
درگا بائی سے راجہ جی جب اُٹھے !
زلفیں شملے سے تا بہ دامن پہونچیں !
صدقے ہونے کو نئی نصیبن پہونچیں !

## ایضاً

واجب مری دانست میں یہ کام ہے پُن میں
تحریک سودیشی پہ مجھے وجد ہے اکبر
پہونچائیگا قوت شجر ملک کی بُن میں !
کیا خوب یہ نغمہ ہے چھیڑا دیس کی دھن میں

## ایضاً

ایک سید کیا کریں یا بنیٹھکہ دس کیا کریں
سچ تو یہ ہے مہربانی آپ کی درکار ہے
حضرتِ حالی سُنکے اشعار مسدس کیا کریں
ہم غریب و ناتواں و زار و بیکس کیا کریں

## ایضاً

روشنی سر میں ۔ گداز غم ۔ دل مایوس میں
روکتا زور دریا سے ہوں تو فرماتے ہیں وہ
شمع ساں ہم جل رہے ہیں مغربی فانوس میں
آجکل برکت بڑی ہے خرقۂ سالوس میں

## ایضاً

ہم نیک خصال یہ تسلیم نہیں ! !
لیکن یہ ہیں طریق و عادات کو عجم
دنیا میں اس روش کے تکریم نہیں !
واللہ کہ یہ عرب کی تعلیم نہیں !

## ایضاً

نوکر کو سکھاتے ہیں میاں اپنی زبان
مقصود نہیں میاں کی سی عقل و تمیز
مطلب یہ ہے کہ سمجھے اُن کے فرمان
اس نکتہ کو کیا سمجھیں جو ہیں نادان

## ایضاً

پورا سائنس ہم کو آنے کا نہیں !
وہ کمپنیاں ہیں اور نہ کوئلے کی وہ کان
کچھ آیا تو پیشوا بنانے کا نہیں !
بے ختم ہوئے یہ دور جانے کا نہیں

## ایضاً

نہ وہ جان کے ہیں نہ ہیں تن کے دشمن
جو ہوں دوست اپنے کہاں وہ میسّر
فقط ہیں ہمارے میاں پن کے دشمن
غنیمت ہیں اس وقت دشمن کے دشمن

# رباعی

اس بزم سے سب کے سب اٹھے جاتے ہیں
تسکین کے جو تھے سب اُٹھے جاتے ہیں
اک قوتِ مذہبی عقیدوں سے تھی!
وہ بھی تو دلوں سے اُٹھے جاتے ہیں

## ایضاً

گر جیب میں زر نہیں تو راحت بھی نہیں
بازو میں سکت نہیں تو عزت بھی نہیں
گر علم نہیں تو زور و زر ہے بے کار
مذہب جو نہیں تو آدمیت بھی نہیں

## ایضاً

تجھ کو بھی جہاں میں کچھ شرف ہے کہ نہیں
کوئی طاقت تری طرف ہے کہ نہیں
داخل ہے نمازیوں میں یا فوج میں ہے
آخر تیری بھی کوئی صف ہے کہ نہیں

## ایضاً

وہ رنگ کہن تیرے عاشق میں نہیں
اچھا ہوا اب وہ طرز سابق میں نہیں
الفت ثابت کرو عمل سے صاحب
واللہ کو دخل میری منطق میں نہیں

## ایضاً

اردو میں جو سب شریک ہونے کے نہیں
اس ملک کا کام ٹھیک ہونے کو نہیں
ممکن نہیں شیخ امرالقیس بنیں!
پنڈت جی والمیک[1] ہوتے کے نہیں

## ایضاً

دلکش نہیں وہ حسین جسے شرم نہیں
رونق نہیں اس کی جس کا دل گرم نہیں
سختی میں بھی ہو گداز طینت جو ہو صاف
پگھلی ہے برف گو کہ وہ نرم نہیں

## ایضاً

سمجھے جو کوئی بڑا یہ مضموں نہیں!
کوئی پہلو خلاف قانون نہیں
ہر چند کہ یہ مزے چکھاتا ہے بہت
شیطان کا کوئی شخص ممنون نہیں

## ایضاً

وہ غیرتیں وہ صبر وہ ایمان ہیں کہاں
حسنِ عمل کے دل میں وہ ارمان ہیں کہاں
اک غل مچا ہوا ہے کہ مسلم ہیں خستہ حال
پوچھے ذرا کوئی کہ مسلمان ہیں کہاں

[1] سنسکرت کا ایک بڑا مصنف

4

# رباعی

بیخود ہیں وہ جو دل سے ہیں اللہ کے خواہاں
ہیں مست نگاہِ بتِ دل خواہ کے خواہاں
آسودہ ہیں علم و ہنر و فن میں جو ہیں محو
چکر میں ہیں بس جاہ کے اور ساہ کے خواہاں

## ایضاً

مشکل سے یہ حالتیں سہی جاتی ہیں !
پھانسیں ہیں کہ قلب میں رہی جاتی ہیں
تفصیل نہ پوچھ ہیں اشارے کافی
یونہیں یہ کہانیاں کہی جاتی ہیں

## ایضاً

گردن خالق کے آگے جھکتی ہی نہیں
اب ابتری سے یہ قوم رکتی ہی نہیں
ہوتی نہیں ان میں کچھ بھی غیرت پیدا
اور بات اکبر کی ہے کہ چکتی ہی نہیں

## ایضاً

چغلیاں اک دوسرے کی وقت پر جڑتے بھی ہیں
ناگہاں غصہ جو آجاتا ہے تو لڑ پڑتے بھی ہیں
ہندو و مسلم ہیں پھر بھی ایک در کتے ہیں بیچ
ہیں نظر آپس کی ہم ملتے بھی ہیں لڑتے بھی ہیں

## ایضاً

اوروں کی کہی ہوئی جو دہراتے ہیں
وہ فونوگراف کی طرح گاتے ہیں
خود سوچ کے حسب حال مضمون نکال
انسان یوں ہی ترقیاں پاتے ہیں

## ایضاً

لفظوں کے چمن بھی اس میں کھل جاتے ہیں
بیساختہ قافئے بھی مل جاتے ہیں
دل کو مطلق نہیں ترقی ہوتی !
تعریف میں سر اگرچہ ہل جاتے ہیں

## ایضاً

آپکی فرقت میں کل رات بھر سویا نہیں
لیکن اتنی بات تھی گا تار ہا رویا نہیں
نوش جان فرمائیں حضرت شوق سے یہ ناشتا
چھ بجے ہیں میں نے تو منہ بھی ابھی دھویا نہیں

## ایضاً

ہم کیا خالی ہوائی گولا چھوڑیں !
کس جوگ کے بل پر اپنا چولا چھوڑیں
حضرت نے تو چھاؤنی میں رکھی ہے دکان
ہم کیوں اپنا محلہ ٹولہ چھوڑیں

## رباعی

ظلم جتنے ہیں ہمیں پر وہ کئے جاتے ہیں
ہم بھی ایسے ہیں کہ اس پر بھی جئے جاتے ہیں
شیخ کے حق میں اٹھا رکھا ہے کیا رندوں نے
ظرف انہیں کا ہے کہ سب کچھ یہ پئے جاتے ہیں

## ایضاً

زمانِ حال میں اگلے نشانے امر ماضی ہیں
جو تلواریں چلاتے تھے وہ اب ٹھوکر پہ راضی ہیں
شرابِ اڑتی ہے پبلک میں روا ہے خون تقویٰ کا
مزا ہے اب تو رندوں کو نہ مفتی ہیں نہ قاضی ہیں

## ایضاً

کچھ غم نہیں اگر میں مایوس ہو گیا ہوں
اب یاس سے بہت کچھ مانوس ہو گیا ہوں
کافی ہے سوز باطن انوار معرفت کو
اپنی ہی شمع دل کا فانوس ہو گیا ہوں

## ایضاً

غضب ہیں ظاہری صورت کے جلوے بزم ہستی میں
حقیقت پر نظر رہتی نہیں غفلت کی مستی میں
فلک دیتا ہمیں کچھ اوج رخ کرتے جو پستی کا
خیالوں ہی کی پستی نے بٹھا رکھا ہے پستی میں

## ایضاً

مجھے سنا کے یہ کہتا تھا اک طفل ذہین
یہ سچ ہے ہم میں وفا و ادب کی بو بھی نہیں
سبب ہے اسکا مگر صرفِ ضعف ملت و دین
جناب قبلہ و کعبہ میں خود ہی دیر نشین

## ایضاً

دین و تقویٰ سے بہت دور ہوا جاتا ہوں
بادۂ عیش سے مخمور ہوا جاتا ہوں
مری گردن پہ ہیں شیطان کے احسان بہت
ترک لاحول پہ مجبور ہوا جاتا ہوں

## ایضاً

پڑے گنگناتے تھے لالہ سنہ بجن !
نہ آنکھوں میں انجن نہ دانتوں میں منجن
چھٹے ہم سے بالکل وہ اگلے طریقے
کہاں کھینچ لے جائے گا ہم کو انجن

## ایضاً

اکبر کے کلام میں مزا کچھ بھی نہیں
گو اس نے بہت کہا۔ کہا کچھ بھی نہیں
زلف و کمر بتان کا مفقود ہے ذکر
شیطان پہ طعن کے سوا کچھ بھی نہیں

## رباعی

جب کہا میں نے خدا سے آپ ڈرتے کیوں نہیں
وہ بگڑ کر بول اُٹھے آپ مرتے کیوں نہیں
جب یہ حالت ہے طبائع کی تو کیوں کہتے ہیں لوگ
اکبر اُٹھتے کیوں نہیں واعظ ابھرتے کیوں نہیں

## ایضاً

بُت کی سی اگر کہیں تو اللہ کہاں
اللہ کا نام لیں تو یہ واہ کہاں
خاموش رہیں تو دل کو بے چینی ہو
بھاگیں تو سکت کسے ہے اور راہ کہاں

## ایضاً

قول ملحد ہے کہ نیچر ہو گیا میرا معین
اور فلک کی ہے صدا واللہ خیر الماکرین
ہم خموشی سے تماشا دیکھتے ہیں دہر کا
دیکھنا ہے کون سچ کہتا ہے دنیا یا کہ دین

## ایضاً

کہنا مجھکو جو کچھ ہے وہ کہنے دین
دینی علموں کی موج کو بہنے دین
شبلیؔ[۱] کی دعا تبانِ مغرب سے یہ ہے
ندوہ کو حضور قبلہ رُخ رہنے دین

## ایضاً

تسبیح وہ اب کہاں وہ تہلیل کہاں
قرآن مجید کی وہ ترتیل کہاں
کل کے آگے خیال مرزا کس کو
جب ریل ہے سامنے تو جبریل کہاں

## ایضاً

اس پیڑ میں خوب ہی کٹھل آئے ہیں
ہر شاخ میں پانچ سات پھل آئے ہیں
اکبر نے کہا کہ ہم غریبوں کے لئے
نیچر[۲] کی طرف سے پارسل آئے ہیں

## ایضاً

مفقود ہے گو کہ آج یا رونیشن[۳]
صد شکر ہوا ظہور کارونیشن[۳]
مانگو خالق سے حضرت جارج کی خیر
تم بھی ہو جاؤ گے ٹو مارو نیشن[۴]

## ایضاً

حضرت خود واقعات تصنیف کریں
ہم بیٹھ کے انجمن میں تعریف کریں
فطرت یہ نگاہ جن بزرگوں کی ہو
بہتر ہے یہی کہ وہ نہ تکلیف کریں

---

۱ مراد شمس العلما مولانا شبلی نعمانی مرحوم بانئ ندوہ

۲ انگریزی nature معنی قدرت

۳ انگریزی coronation معنی جشن تاجپوشی

۴ انگریزی tomorrow معنی کل فردا

# رباعی

ترقی کی ہنین ہم پر چڑھا کیں :
گھٹا کی دولت اسپیچیں بڑھا کیں
سہین ہر پھر کے آیا ہی نصیبین !
وہ گو اسکول میں برسوں پڑھا کیں

## ایضاً

فلک پر شان عظمت سے ستارے جگمگاتے ہیں
خدا کی سلطنت کی جوبلی ہر شب مناتے ہیں
یہی نظارہ ہمکو محو رکھتا ہے سدا اکبر
فرشتے بے ٹکٹ یہ منظر اعظم دکھاتے ہیں

## ایضاً

اسباب طرب یہاں وہاں سے لائیں
ہر طرح کا فرنیچر دکاں سے لائیں
قائم نہ رہے ادب تو کیا اس کا علاج
انگریز کا رعب ہم کہاں سے لائیں

## ایضاً

تیری باتیں رہ تحقیق کی سالک ہی نہیں
میں نہ مانونگا کہ میرا کوئی مالک ہی نہیں
لطف جب تھا کہ تُمنی اور رشی رہنے بھئے
ہر دوار اب وہ نہیں اور وہ سوالک ہی نہیں

## ایضاً

گوشہ صبر و قناعت ہی میں اب محفوظ ہوں
شہد سے محروم ہوں تو زہر سے محفوظ ہوں
گو حریفوں کی نظر میں رنگ پھیکا ہو مرا
نرگس مستانۂ ساقی کا میں ملحوظ ہوں

## ایضاً

چرخ نے پینشن کمیشن کہدیا اظہار میں
قوم کالج میں اور اس کی زندگی اخبار میں
شوہر افسردہ پڑے ہیں اور مرید آوارہ ہیں
بی بیاں اسکول میں ہیں اور شیخ جی دربار میں

## ایضاً

ترقی کی نئی راہیں جو زیر آسماں نکلیں
میاں مسجد میں نکلے اور حرم سے بی بیاں نکلیں
مصیبت میں بھی اب یاد خدا آتی نہیں انکو
دعا منہ سے نہ نکلی پاکٹوں سے عرضیاں نکلیں

## ایضاً

یہ لیڈر خود ہی مضطر ہیں مگر عشوے دکھاتے ہیں
جو شخصی زندگی ہے اس کو یہ قومی بتاتے ہیں
بجز الفاظ کے حاوی نہیں کلی پہ کام انکے
یہ خود جزئی ہیں لیکن گیت کلی کا سناتے ہیں

# رباعی

خانہ جنگی ہی میں حضرت مرد ہیں
عیب جوئی کے ہنر میں فرد ہیں!
اپنوں ہی کے واسطے ہیں شعلہ خو
سامنے غیروں کے بالکل سرد ہیں!

## ایضاً

میرے نزدیک تو بے اصل یہ اشکال ظاہر ہیں
جو اچھے ہیں وہ مومن ہیں برے جو ہیں وہ کافر ہیں
وہی ہیں پاک طینت لو لگی ہے جن کی خالق سے
نہیں ہے شرک کی جن میں نجاست بس وہ طاہر ہیں

## ایضاً

کفر پر غصہ نہیں فطرت پہ کچھ حیرت نہیں
خانہ جنگی کے سوا بس اور کچھ رغبت نہیں
قوت انشا کو آخر صرف کرنا ہے ضرور
کیا کریں زور قلم ہے اور کچھ طاقت نہیں

## ایضاً

کیا فرض ہے یہ کہ ڈھٹائی میں رہیں
لازم کیا ہے ۔ بلند آرائی سے رہیں
کافی ہے خدا کی یاد اک گوشے میں
روٹی مل جائے اور صفائی سے رہیں

## ایضاً

یہ شاعر رنگ شب کو گیسوئے لیلیٰ بھی کہتے ہیں
یہی حسن تصور ہے جسے سودا بھی کہتے ہیں
تو نکتے ناز پر اس عہد میں لازم ہے خاموشی
برا کہتے ہیں دس انکو تو دس اچھا بھی کہتے ہیں

## ایضاً

اس موت کے آگے اے اکبر مشغولی دنیا کچھ بھی نہیں
سب کچھ جسے ہم سمجھے تھے دم بھر میں جو دیکھا کچھ بھی نہیں
تدبیر کی کوئی حد ہی اور بالآخر کہنا ہی پڑا
اللہ کی مرضی سب کچھ ہے بندے کی تمنا کچھ بھی نہیں

## ایضاً

شیخ جی وہی کرتے ہیں جو سب کرتے ہیں
اب تو ہم مصلحتاً ان کا ادب کرتے ہیں
طلب جاہ پہ وہ کرتے ہیں کس کو مجبور
سچ تو یہ ہے کہ ہمیں لوگ غضب کرتے ہیں

## ایضاً

تم کو مبارک ہو ہوس جو ہم کہیں وہ سب کہیں
ہم کو تو ہے اس میں مفر سب کی سنیں یارب کہیں
سورج تو ہے لیکن نہاں ظلمت کے اندر ہے جہاں
تقویم میں تم دن پڑھو ہم جس کے اندر شب کہیں

# رباعی

کسی سے وہ محبت ہو محبت جس کو کہتے ہیں
پھر اُس سے ایسی فرقت ہو کہ فرقت جسکو کہتے ہیں
دلی حالات کا اندازہ ہو اسوقت غافل کو
مصیبت ہی نہیں دیکھی مصیبت جسکو کہتے ہیں

## ایضاً

کیا عذر قوم کو ہے ترقی کی بات میں
رغبت کیسا نہ خود ہے وہ لیڈر کے ہات میں
تعلیم دختراں سے یہ امید ہے ضرور
ناچے دلہن خوشی سے خود اپنی برات میں

## ایضاً

بسے ہر گڈ میں مغرب کی رفاقت اسکو کہتے ہیں
ہوئے مدفون تکیے ہیں اصالت اسکو کہتے ہیں
سمجھ میں صاف آجائے فصاحت اسکو کہتے ہیں
اثر ہو سننے والے پر بلاغت اس کو کہتے ہیں

## ایضاً

مایوس ہوں مریضِ غم لاعلاج ہوں
کل بھی جیا تو کیا وہی ہونگا جو آج ہوں
افسردہ ہو کے کہتی ہے گل کی زبانِ حال
صرصر سے کیا کہوں کہ ہیں نازک مزاج ہوں

## ایضاً

وہ اپنی حد سے باہر قائم یہ اپنی حد میں
یہ عمدہ فرق میں نے پایا ہے نیک و بد میں
تیری ہی حد میں تیری ساری سرمتیں ہیں
مشکل ہے بحث کرنا میرے سخن کے رد میں

## ایضاً

الگ خیال سے یہ دنیوی مظاہر ہوں!
نماز کا ہے مزا جب حواس طاہر ہوں
مخالفین کو ہم کہہ تو دیتے ہیں کافر
اگر یہ ڈرتے ہیں دل میں ہیں نہ کافر ہوں

## ایضاً

حواسِ ظاہری کے دام میں اوہام حاضر ہیں
مگر یہ صید خود صیادِ اطمینان خاطر ہیں
مرا اسلام ہی کیا ہے کہ حکم کفر دوں اکبرؔ
وہی کافر ہیں جو اللہ کے نزدیک کافر ہیں

## ایضاً

بادۂ عرفان کہاں یہ بحث کا دفتر کہاں
کفر ہے اس انجمن میں کون آیا کیونکر کہاں
خانۂ تن کے بھی اجزا ہیں پیہم انقلاب
کیا بتائیں ہم کسی سے ہے ہمارا گھر کہاں

# رباعی

موت سے ڈرتا ہوں اگرچہ موت کا شائق بھی ہوں
ہو نہیں سکتا بیانِ حالِ دل الفاظ میں
یعنی شبہ ہے کہ ایسے شوق کے لائق بھی ہوں
جوش بھی ہے طبع میں اور شعر میں فائق بھی ہوں

## ایضاً

مقبول جو ہوں شاہ ہیں قابل تو بہت ہیں
وہ کم ہیں تڑپنے میں جنہیں ملتی ہے لذت
آئینے کے مانند ہیں کم - دل تو بہت ہیں
یوں آپکی شمشیر کے بسمل تو بہت ہیں

## ایضاً

لذت ہے روح کو تنِ خاکی سے میل میں
فتح و شکست پر نظریں آپ ہی کی ہوں
فطرت نے مست رکھا ہے قیدی کو رکھا جیل میں
اپنی تو دل لگی ہے فقط پاس فیل میں

## ایضاً

حقیقت کیا مری ہستی کی اک ذرے سے بھی کم ہوں
بحمد اللہ مری ہستی نہیں ہے بارِ فطرت پر
تعجب اس پہ آتا ہے کہ میں بھی جزوِ عالم ہوں
زمیں پر ہوں تو سبزہ ہوں گلوں میں ہوں تو شبنم ہوں

## ایضاً

مس سے بیگم نے کہا کل تو کہاں اور ہم کہاں
مس یہ بولی پڑھ کے نکلو تو ذرا اسکول سے
بوٹ کی چرچر میں کیا رکھا ہے یہ چھم چھم کہاں
اور ہی چالیں نظر آئیں گی یہ عالم کہاں

## ایضاً

اولاد مرزا ہر طرف بدنام ہیں !
گردشِ گردوں کے آگے کس کا زور
پینگ بدھو وارثِ اسلام ہیں
کون دم مارے خدا کے کام ہیں

## ایضاً

کیا چیز ہے سکون تو تلاطم بھی کچھ نہیں
کیا نور تھا نگاہِ جنابِ خلیل میں
ہم کچھ نہیں یہ سچ ہے مگر تم بھی کچھ نہیں
شمس و قمر بھی کچھ نہیں انجم بھی کچھ نہیں

## ایضاً

ہے جو لب پر شکوہ سمجھیں اسکو یا آہیں کہیں
جو طریقے کامیابی کے بتاتے ہیں یہ بت
میں ہوں مست بادۂ غم لوگ جو چاہیں کہیں
ہیں یہ سب دامِ ہلاکت آپ انہیں راہیں کہیں

## رباعی

روح ہے تن میں مگر دل میں مرے جان نہیں
داغ ہی داغ ہیں اب اور کوئی ارمان نہیں
سخت مشکل ہے مسلمان کو اس وقت فروغ
اور قناعت کی جو کہیے تو وہ آسان نہیں

## ایضاً

دنیا کو خوب دیکھا جتنی محبتیں ہیں !
موقع کی سازشیں ہیں مطلب کی ساعتیں ہیں
البتہ جو تعلق دینی خیال سے ہے !
اس میں وفا ہے شامل اور دل میں راحتیں ہیں

## ایضاً

کسی کو بحث نہیں آج پاپ اور پن میں
سیاسیات کے نغمے ہیں ولیس کی دھن میں
وہ بدگمان مرے جوشِ نگاہِ شوق سے ہیں
نہ احتیاط ہے مجھ میں نہ حسنِ ظن اُن میں

## ایضاً

عزلت ہی ہے مناسب کیوں دل میں یہ نہ ٹھانوں
دنیا مجھے نہ جانے دنیا کو میں نہ جانوں
میری نصیحتوں کو سن وہ شوخ بولا !
نیٹو[1] کی کیا سند ہے صاحب کہیں تو مانوں

## ایضاً

کیا خوشی سے ہم آہ کرتے ہیں !!
کیوں وہ ایسی نگاہ کرتے ہیں !!
پھیرتے ہیں نگاہ دنیا سے !!
آنکھ کو رو براہ کرتے ہیں !!

## ایضاً

خوشی سے واہ کرتا ہوں نہ غم سے آہ کرتا ہوں
محل حیرت کا ہے بس اللہ ہی اللہ کرتا ہوں
قناعت ہی مری دولت دیانت ہے میری عزت
نہ حرصِ مال رکھتا ہوں نہ فکر جاہ کرتا ہوں

## ایضاً

جیسا موسم ہو مطابق اسکے میں دیوانہ ہوں
مارچ میں بلبل ہوں جولائی میں پروانہ ہوں
حال میرا پوچھتے ہیں کیا یہ مستقبل طلب
کشتۂ ماضی ہوں صرف اک افسانہ ہوں

## ایضاً

دن گذرتے ہی چلے جاتے ہیں !
لوگ مرتے ہی چلے جاتے ہیں !
جانتے ہیں کہ یہ غفلت کے ہیں کام
پھر بھی کرتے ہی چلے جاتے ہیں !

[1] انگریزی native بمعنی دیسی اب یہ لفظ حقارت کے موقعہ پر بولا جاتا ہے

# رباعی

آج جو کفر سے مصروف ہیں سرگوشی میں
عشق پاتا ہی نہیں موقع فریاد بجا!
ہوش آئیگا انہیں موت کی بیہوشی میں
حسن کو دخل بہت کچھ ہے ستم پوشی میں

## ایضاً

دوستوں کیساتھ اگلی گرمجوشی اب کہاں
باغباں کانٹوں نہیں الجھانے کا رکھتا ہے خیال
خون دل پینا پڑا ہے بادہ نوشی اب کہاں
صحن گلشن میں بہار گل فروشی اب کہاں

## ایضاً

سیکڑوں میں رہکے ہم تقویٰ کو راضی کیا کریں
حال ہی سے لے مدد حیّ یا قیوم پڑھ
محتسب کی جب قضا آجائے قاضی کیا کریں
ہسٹری تو ہو چکی ایام ماضی کیا کریں

## ایضاً

فطری خوبی ہے مبتلا فارج میں
داخل میں نوائے ساز کی کس کو خبر ہے
بلبل داخل ہے میوزیکل کالج میں
رعشہ ہر سر کو ہے مگر خارج میں

## ایضاً

ہم اردو کو عربی کیوں نہ کریں اردو کو وہ بھاشا کیوں کریں
آپس میں عداوت کچھ بھی نہیں لیکن اک اکھاڑا قائم ہے
جھگڑے کیلئے اخبار وں میں مضمون تراشا کیوں کریں
جب اس سے فلک کا دل بہلے ہم لوگ تماشا کیوں کریں

## ایضاً

عجم کی زینتیں سیکھیں مباہات عرب سیکھیں
مگر اک التماس ان نوجوانوں سے میں کرتا ہوں
زمانے کی ترقی جو سکھائے اُن کو سب سیکھیں
خدا کیواسطے اپنے بزرگوں کا ادب سیکھیں

## ایضاً

ہجوم عیش طرب میں اُداس ہو جاؤں
خدا شناس تو ہونا نہیں ہے سہل اکبر
ہزار امید ہو اور میں یاس ہو جاؤں
یہی بہت ہے جو روشناس ہو جاؤں

## ایضاً

جس طرف اٹھ گئی ہیں آہیں ہیں!
ذرہ ذرہ ہے خضر شوق تو ہو!
چشم بد دور کیا نگاہیں ہیں!!
جینے والے کو لاکھ راہیں ہیں!!

# رباعی

نیچری وعظ مہذب کو لئے پھرتے ہیں
شیخ صاحب ہیں کہ مذہب کو لئے پھرتے ہیں
ہم کو ان تلخ مباحث سے سروکار نہیں
ہم تو اک شوخ شکرلب کو لئے پھرتے ہیں

## ایضاً

بے سود اشعار اور کتب ہوتے ہیں !
مفلس سے کہاں وہ ملتفت ہوتے ہیں
کر پیچ تو عشق کے اکھاڑے ہیں ہزار
یہ بُت تو بزور زر ہی چت ہوتے ہیں

## ایضاً

ماشاء اللہ وہ قورمہ کھاتے ہیں ! !
بنگالی بھائی ان کا سر کھاتے ہیں !
بس ہم ہیں خدا کے نیک بندے اکبر !
ان کی گاتے ہیں اپنے گھر جاتے ہیں !

## ایضاً

یورپ والے جو چاہیں دل میں بھر دیں
جس کے سر پہ جو چاہیں تہمت دھر دیں
بچتے رہو ان کی تیزیوں سے اکبر
تم کیا ہو خدا کے تین ٹکڑے کر دیں

## ایضاً

لذت چاہو تو وصل معشوق کہاں
شوکت چاہو تو زر کا صندوق کہاں
کہتا ہے یہ دل کہ خودکشی کی ٹھہری
خیر اسکو بھی مان لیں تو بندوق کہاں

## ایضاً

آپکی صورت بہت اچھی ہے اس میں شک نہیں
پھر مجھے کیا۔ ذہن میں اس کا جواب اب تک نہیں
مجھ سے آخر آپ کو کیوں اسقدر وحشت یہ خوف
آپ بنگالی نہیں ہیں اور میں ازبک نہیں

## ایضاً

گو کہ وہ کھاتے پڈنگ اور کیک ہیں !
پھر بھی سیدھے ہیں نہایت نیک ہیں
جب میں کہتا ہوں کہ گیو می اکس ڈیڑھ
سر جھکا کر کہتے لو می ٹیک ہیں !

## ایضاً

قسمت وہ کہاں کہ اب وہ تقسیم نہیں
کیونکر وہ اثر ہو جب وہ تعلیم نہیں
لغزش پہ مری بُرا نہ مانو اے شیخ
وہسکی کی ہے لہر موج تسنیم نہیں

# رباعی

۲

وہ لطف اب ہندو و مسلمان میں کہاں　　اغیار ان پہ گزرتے ہیں خندہ زناں

جھگڑا کبھی گائے کا زباں کی کبھی بحث　　ہے سخت مضر یہ نسخہ گاؤ زباں !

## ایضاً

چندوں ہی کے سوجھتے ہیں انکو مضمون　　دل شاد ہوا اُس سے قوم یا ہو محزون

بڑکے انہیں دیکھکر مچاتے ہیں دھوم　　یہ ہیں نئی روشنی کے جینداماغون !

## ایضاً

اعزاز نسب کے مٹتے جاتے ہیں نشان　　اگلے سے خیال ہند میں اب وہ کہاں

سید بننا ہو تو ہنو سر سید　　ہونا ہو خاں تو تم ہو انگریزی خاں

## ایضاً

تھا تصور ما لک آزادی رندانہ ہوں　　لیکن اب بالکل اسیر انتظام خانہ ہوں

پہلے تھا اس بت کے گرد اب ساتھ ہی بچوں کی فوج　　عشق میں دیوانہ تھا اب فکر میں دیوانہ ہوں

## ایضاً

مذہب نے کہا کہ جان سے عاری ہیں　　ایسی ہی کے لوگ باعث خواری ہیں :

گویا قزاق چھٹے ہوئے ہیں اب اسیر　　اپنوں ہی میں کچھ گواہ سرکاری ہیں

## ایضاً

حیران ہیں اس زمانے میں ہم جی کے کیا کریں　　جائز بھی شراب مگر پی کے کیا کریں

تعلیم اونچے درجے کی ہوتی نہیں نصیب　　پھر گھر میں بیٹھکر جزا سے پی کے کیا کریں

## ایضاً

اکبر مجھے شک نہیں تری تیزی میں !　　اور تیرے بیان کی دلآویزی میں !

شیطان عربی سے ہند میں ہے بیخوف　　لاحول کا ترجمہ کر انگریزی میں !

## ایضاً

یہ نہیں کہتا کہ ایسا ہی ہو اور ایسا نہ ہو　　یہ دعا ہے ان حوادث کی مجھے پروا نہ ہو

دل امید و بیم فردا سے نہ ہو زیر و زبر　　ہے یہی کافی حصول مدعا ہو یا نہ ہو

## رباعی

ترکیب دعا کیلئے پیروں کے ہو پیرو
جب وقت دعا ہو تو خدا ہی کو پکارو.
محفوظ رہو شرک سے ہادی کو بھی مانو
میرا تو یہی قول ہے سن لو اپنے یارو

## ایضاً

قاصد ملا جب ان سے وہ کھیلتے تھے پولو
خط رکھ لیا یہ کہکر اچھا سلام بولو
روٹی ملے جو سکھ سے کافی ہے اللہ اللہ
الفت کدہ ہے دنیا ہر شے کو کیوں ٹٹولو

## ایضاً

تم ملو یا نہ ملو مجھ سے ہو یا نہ متو !
ساتھ رہنا ہے اسی ملک میں اے ہموطنو
اہل مغرب سے یہی کہتا ہوں مبارک ہو یہ قد
آسمان تنگ ہو تم پر مگر اتنا نہ تنو!

## ایضاً

جو اصل کار دیں ہے وہ فقط وحدت فقط اک ہو
مذاہب کو بہت جانچا بس اپنے منہ میاں مٹھو
جو کچھ بھی بات تھی کہدی وہ ہم نے دو ہی مصرعوں میں
پڑھیں اب اپنی تصنیفوں کو لاکر پیرو و حشو

## ایضاً

خوشدلی عشق میں دستور یہی ہے کہ نہ ہو
ہاں اور انکو بھی تو منظور یہی ہے کہ نہ ہو
مرض عشق بھی کیا چیز ہے جس سے صحت
آرزوئے دل رنجور یہی ہے کہ نہ ہو

## ایضاً

بہت رہتی ہے حیران دیکھکر گو قدرت تیری کو
ادا کرتی نہیں چشم تماشا حق حیرت کو
بہت خوش ہے کہ فطرت حسن کیمطابق ہے
ہمارے طفل دل نے کھیل سمجھا ہے قیامت کو

## ایضاً

خاطر مضبوط دل توانا رکھو ! !
امید اچھی خیال اچھا رکھو !
ہو جائیں گی مشکلیں تمہاری آسان
اکبر اللہ پر بھروسہ رکھو !

## ایضاً

اعمال کے حسن سے سنورنا سیکھو
اللہ سے نیک امید کرنا سیکھو
مرنے سے مفر نہیں ہے جب اے اکبر
بہتر ہے یہی خوشی سے مرنا سیکھو

## رباعی

تہذیب وہ ہے کہ رنگ مذہب بھی ہو
آزادہ وہ ہے کہ جو مودب بھی ہو
تزئین وہ ہے کہ خاکساری بھی ہو ساتھ
اینچ وہ ہے کہ اس میں یارب بھی ہو

## ایضاً

اللہ کا صدق دل سے جو طالب ہو!
حیرت نہیں گر ملک کا ہم غالب ہو!
ہرگز نہ بڑھیں گے اُس سے نیچر کے مرید
ممکن نہیں جسم روح پہ غالب ہو!

## ایضاً

بھولتا جاتا ہے یورپ آسمانی باپ کو
بس خدا سمجھا ہے اس نے برق اور بھاپ کو
برق گر جائیگی اک دن اور اڑ جائیگی بھاپ
دیکھنا اکبر بچائے رکھنا اپنے آپ کو

## ایضاً

اسلام ہی کو بس اپنی ملت سمجھو!
بیگانہ روش میں اپنی ذلت سمجھو!
جو اس کے خلاف رائے رکھے اکبر
خاموش رہو سمجھ کی قلت سمجھو!

## ایضاً

جس بات میں تم شکستِ ملت سمجھو!
اس میں شرکت کو اپنی ذلت سمجھو
جو بندہ نفس ہو مخالف اس کا!
قومی غیرت کی اُس میں قلت سمجھو

## ایضاً

کچھ منع نہیں ہر اک کی تحریر پڑھو
لیکن قرآن کی بھی تفسیر پڑھو
عظمت دنیا کی جب دبائے دل کو
خالق کا کرو خیال تکبیر پڑھو

## ایضاً

حاصل کرو علم طبع کو تیز کرو!
باتیں جو بری ہیں ان سے پرہیز کرو
قومی عزت ہے نیکیوں سے اکبر
اس میں کیا ہے کہ نقل انگریز کرو

## ایضاً

دنیائے دنی کی یہ ہوس جانے دو
گلچین ہو اگر تو خار و خس جانے دو
مالک کے بغیر گھر کی رونق نہیں کچھ
اللہ کو اپنے دل میں بس جانے دو

## رباعی

شیطان واعظ ہے پنبہ در گوش رہو
غالب ہے اسی کی بات خاموش رہو
بدلا ہوا ہے مجلس دہر کا رنگ !
مستی کی ہوس نہ ہو تو بے ہوش رہو

## ایضاً

اے جد بزرگ کے نواسو پوتو ! !
تم میں کوئی کروڑ پتی ہو تو ! !
کیا رٹتے ہو اپنی ہسٹری کو ہر وقت !
اللہ مدد کرے گا ویسے ہو تو !

## ایضاً

شہوات کی پیروی کا منصوبہ نہ ہو
دولت تری خادمہ ہو محبوبہ نہ ہو
شہرت جو کمال سے ہو پیدا ہو جائے
لیکن یہ تکلفات مطلوبہ نہ ہو

## ایضاً

ہوتی ہے نصیب تلخ کامی تم کو
محسوس نہیں ہے اپنی خامی تم کو
اغیار نہیں بنا سکتے تم کو غلام
ہے اپنے ہی نفس کی غلامی تم کو

## ایضاً

تدبیر کریں تو اس میں ناکامی ہو !
تقدیر کا نام لیں تو بدنامی ہو !
القصہ عجیب جنبق میں ہیں ہندی
یورپ کا خدا کہاں ہے جو حامی ہو !

## ایضاً

دیکھی جو نمائش شکاگو ل ! !
دل نے کہا دین ہے کہ بھاگو !
اتنے میں اجل پکاری سر پہ !
بس ہو چکا خواب زیست جاگو !

## ایضاً

دینی پہلو کو اے برادر دیکھو
کانٹوں سے ہو محترز گل تر دیکھو
نظم اکبر ہوئی ہے منقوش قلوب
آنکھیں ہوں اگر خدا کا دفتر دیکھو

## ایضاً

ادبار کے ہیں یہ دن اولوالعزم نہ ہو
ہوتی ہے شکست مائل رزم نہ ہو !
رونق محفل کی اب نہیں ہے تجھ سے
گوشے ہی میں بیٹھ عازم بزم نہ ہو !

ل ملک امریکہ میں ایک مقام کا نام ہے۔ جہاں ایک عظیم الشان نمائش ہوئی تھی۔

# رباعی

باپ سے مانگو نہ عشرت نہ چچا سے مانگو
سچی بازو پہ کرو تکیہ، خدا سے مانگو
حسنِ تدبیر بڑی چیز ہے اس دنیا میں
مدد اس کام میں تم عقلِ رسا سے مانگو

## ایضاً

دل سے دھرم اٹھا ہے تو اب ذات بھی توڑو
ویران ہوئی کھیتی تو عمارات بھی توڑو
برباد کرو خوب منوجی کے چمن کو
باقی نہ رہے پھول، تو اب پات بھی توڑو

## ایضاً

پالِس کے کمر پہ خوشامد باندھو !
یا حجرے میں گھس کے بیٹھو تہمد باندھو
کیا فائدہ بے قرینگی سے اے شیخ
بہتر ہے یہی کہ اپنی اک حد باندھو

## ایضاً

دیندار بنو درست دین ہو کہ نہ ہو !
قدر اس کی زمانے میں کہیں ہو کہ نہ ہو
مذہب پہ جمے رہو یہ ہے شیخ کا قول
کہدو کہ یقین ہے یقین ہو کہ نہ ہو !

## ایضاً

افسوس ان پہ فلک نے پایا قابو !
مطلق نہیں ان میں رنگ ڈھونڈو یا بو
شیخی کو چھوڑ میرزا پہلے بنے ! !
بنتے جاتے ہیں اب یہ مسلم بابو

## ایضاً

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ !
گلے میں جو اتریں وہ تانیں اڑاؤ
کہاں ایسی آزادیاں تھیں میسر
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ !

## ایضاً

شوق لیلئے سول سروس نے مجھ مجنوں کو
اتنا دوڑایا لنگوٹی کر دیا پتلون کو !
جامہ ہستی کے ٹکڑے اڑ رہے ہیں نزع میں
پھینکئے اب کوٹ کو تہ کیجئے پتلون کو !

## ایضاً

دنیا نوسی طریق سے منہ موڑو !
شیرازہ مذہبی لغت کا توڑو ! !
بھوکے سے کہو کہ حد تہذیب میں رہو
آنتوں سے کہو کہ قل ہو اللہ چھوڑو

## رباعی

بے ہنر ہو کر جو بیٹھو طعنہ حالی سنو
با ہنر ہو کر جو چمکو قوم سے گالی سنو
ہمکو تو پیر طریقت نے یہی دی ہے صلاح
قصہ منصور دیکھو اور قوالی سنو!

### ایضاً

تکلفات سے للہ اپنا سر نہ پھراؤ
جو دال روٹی ہو موجود وقت پر دہ کھلاؤ
مجھے بھی چکھو گے کیا رکھ کر خوان نعمت پر
کباب کرتا ہے اب مجھکو انتظار پلاؤ

### ایضاً

نیکی کے حق میں کچھ ادائی نہ کرو!
اللہ کے ساتھ بے وفائی نہ کرو!
بیٹو بھی رہو گے اور مرو گے بھی ضرور
کہتا ہوں کہ دعوے خدائی نہ کرو!

### ایضاً

میں یہ کہتا ہوں مجھے اچھا کرو احسان ہو
وہ یہ کہتے ہیں کہ مر جاؤ تو کیا نقصان ہو
میں یہ کہتا ہوں مجھے بندہ بنا لو اپنا تم
وہ یہ کہتے ہیں یہ اس سے کہئے جو شیطان ہو

### ایضاً

ہر آرزوے دل کی تم پیچ نہ کرو!!
لالچ میں بہت ضرر ہے لالچ نہ کرو
سینے پہ بتوں کے دسترس مشکل ہے
ہو انیٹ یہ سخت ہے اسے پیچ نہ کرو

### ایضاً

باتیں ہرگز خلاف عزت نہ کرو!
دم بھر میں شرارت و بغاوت نہ کرو!
بدنام کرو نہ وضع انگریزی کو!
پتلون پہن کے ترک طاعت نہ کرو

### ایضاً

تم شوق سے کالج میں پھلو پارک میں پھولو
جائز ہے غباروں میں اڑو چرخ پہ جھولو
بس اک سخن بندہ عاجز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

### ایضاً

سنیں تو آپ قناعت کے غل مچانے کو
وہ کہہ رہی ہے نہ چھوڑو غریب خانے کو
تمہاری حرص بدل کر تمہیں کریگی ہلاک
ہمارا صبر بدل دیگا اس زمانے کو

# رباعی

دنیا کو نہ کاغذِ خبر میں دیکھو !
الفاظ کی شوکت و نزاکت پہ نہ جاؤ
اپنے فردا میں اپنے گھر میں دیکھو !
قائل کو قول کے اثر میں دیکھو !

## ایضاً

سب سعی میں مصروف ہیں حاصل کی نہ پوچھو
ہے بحرِ مباحث میں رواں کشتیٔ امید
مغرب کے خضر ساتھ ہیں منزل کی نہ پوچھو
لہروں کی لچک دیکھ تو ساحل کی نہ پوچھو

## ایضاً

خواہ صاحب کو سلام کرو !
بھائی جی کا فقط یہ مطلب ہے !
خواہ مندر میں رام رام کرو !
جس میں روپیہ ملے وہ کام کرو !

## ایضاً

پابند اگرچہ اپنی خواہش کے رہو !
قانون سے فائدہ اٹھانا ہے اگر
لائل سبجکٹ تم برٹش کے رہو !
حامی نہ کسی خراب سازش کے رہو !

## ایضاً

پیتا ہوں شراب آبِ زمزم کیساتھ
ہے عشق حقیقی و مجازی دونوں !
رکھتا ہوں اک اوٹنی بھی ٹم ٹم کیساتھ
قوال کو بھی صدا ہے چھم چھم کیساتھ

## ایضاً

مغوی کو بھی بد نہ کہئے ترغیب ہے یہ
شیطان کو بہ جسم کہدیا تھا اک دن !
کس سے میں کہوں کہ دل کی تخریب ہے یہ
اک شور مچا خلاف تہذیب ہے یہ

## ایضاً

مرد کو چاہئے قائم رہے ایمان کیساتھ
میں نے مانا کہ تمہاری نہیں سنتا کوئی
تا دمِ مرگ رہے یادِ خدا جان کے ساتھ
سُر ملانا تمہیں کیا فرض ہے شیطان کیساتھ

## ایضاً

مسکین ہو گدا ہو یا ہو شاہ ذی جاہ
آہی جاتا ہے زندگی میں اک وقت
بیماری و موت سے کہاں کس کو پناہ
کرنا پڑتا ہے سب کو اللہ اللہ

## رباعی

تصدیق ادھر بشوق اُدھر بالارادہ جھوٹھ
اس سے زیادہ مکر نہ اس سے زیادہ جھوٹھ
عارض نہ ان کا گل ہے نہ دل میرا آئینہ
رنگین جھوٹھ وہ ہے اگر یہ ہے سادہ جھوٹھ

## ایضاً

احتمال فتنہ ہے ہر مجمع و ملت کے ساتھ
گشت کرتی ہے پولیس بھی شیخ کی جنت کیساتھ
چھوڑ کر صحن حرم اکبر ہے محو طواف دیر
عزتیں گو اب بھی ہوتی ہیں مگر ذلت کیساتھ

## ایضاً

اکبر کو ہے الفت بتان گمراہ !
کرتا ہے انہیں کے وصف میں نامہ سیاہ
احباب سنیں جو اس سے ایسے اشعار
تردید کریں کہیں کہ سبحان اللہ

## ایضاً

عیش دنیا کا ہے شوق ہے اغیار کیساتھ
دل مرا شاد ہے سینہ میں غم یار کے ساتھ
کام نکلیگا نہ اے دوست کتب خانوں سے
رہئے کچھ روز کسی محرم اسرار کے ساتھ

## ایضاً

بڑھتا جاتا ہے ضعف اپنا زور آہستہ آہستہ
لئے جاتی ہے پری سوئے گور آہستہ آہستہ
تمہاری احتیاطیں مطمئن کرتی نہیں مجھکو
سمجھتا ہوں قدم رکھتا ہے چور آہستہ آہستہ

## ایضاً

ہے اُن کی جبیں اور بتوں کی درگاہ
ہیں شرک خفی میں مبتلا شام و پگاہ
کس کو یہ خیال ہے کہ مومن کے لئے
قرآن میں ہے اشد حبًا للہ ! !

## ایضاً

کیا کروں عہد وفا اپنے خیالات کیساتھ
کہ خیالات بدل جاتے ہیں حالات کیساتھ
دیکھکر حضرت اکبر کو خدا یاد آیا !
یہ مصائب کا ہجوم ایسے کمالات کیساتھ

## ایضاً

فارسی اٹھ گئی اردو کی وہ عزت نہ رہی
ہے زباں منہ میں مگر اس کی وہ قوت نہ رہی
بند کر اپنی زباں ترک سخن کر اکبر
اب نری بات کو دنیا کو ضرورت نہ رہی

# رباعی

شکر ہے تم نے مرے درد کی کچھ داد تو دی
نہ دوا کی نہ ہمیں رخصت فریاد تو دی
کیا ہوا شمع حرم تو نے بجھائی اے دوست
دیر کے شعلہ زبانوں نے تجھے داد تو دی

## ایضاً

اُن کی نگاہ دشمن اسلام ہی رہی !
شرم وحیا کے ساتھ بھی بدنام ہی رہی
یاروں نے سوطرح کے مشاغل کئے بہم
لیکن مجھے تو فکر مئے وجام ہی رہی

## ایضاً

حالت تو یہ پونچی ہے کہ دیکھی نہیں جاتی
اور دل سے محبت ہے کہ اب بھی نہیں جاتی
کیا کام چلے اُن کی توجہ نہیں اکبر
اب کیئے خوشامد کی تو وہ کی نہیں جاتی

## ایضاً

الوالعزمی جسے سمجھے تھے ہم وہ خودکشی نکلی
گمان ہوشیاری جسمیں تھا وہ بیہشی نکلی
غضب ہے کہ فریاد وفغاں بھی کر نہیں سکتے
جو دیکھی فال تو بس اسمیں پندِ خامشی نکلی

## ایضاً

خوبی طاعت کی ہے مسلم اب بھی
عزت اس کی نہیں ہوئی کم اب بھی
خودبین وحریص وجنگجو ہو نہ اگر
واقف کی نظر میں ہے مکرم اب بھی

## ایضاً

رغبت جو دلائی وسعت مشرب کی
شامل اس میں غرض بھی بیشک سب کی
لیکن تبدیل وضع ونقل فاتح
ہے لعض کی بات اور اپنے ہی مطلب کی

## ایضاً

راحت کا سماں بندھا تو غفلت بھی ہوئی
حسرت کا کھنچا جو سین عبرت بھی ہوئی
دنیا میں جیسے جو پیش آیا اکبر
بس اُسکے مطابق اُسکی حالت بھی ہوئی

## ایضاً

تحصیل علم کر کہ دولت ہے یہی
اخلاق درست کر کہ زینت ہے یہی
اکبر کی یہ بات یاد رکھ اے عشرت
محفوظ ہو معصیت سے عزت ہے یہی

# رباعی

ہر ایک کو نوکری نہیں ملنے کی !
ہر باغ میں یہ کلی نہیں کھلنے کی !
کچھ پڑھ کے تو صنعت و زراعت کو دیکھ
عزت کیلئے ہے کافی اے دل نیکی !

## ایضاً

یہ زینت دنیا ہے کہ مٹی پہ ہے پنی
بچوں کے سوا کون ہوا اس کا متمنی
گوش شنوا ہو تو سنو اس کے ترانے
اس بزم میں اکبر سا نہیں کوئی مغنی

## ایضاً

اس عہد میں یہی ہے بس داخل نکوئی
مذہب پر نکتہ چینی ملت کی عیب جوئی
شوق عمل نہیں ہے فکر اجل نہیں ہے
ناصح بنے ہیں اکثر عابد نہیں ہے کوئی

## ایضاً

منظور اے دل ہماری عرضی ہوگی
اس وقت کہ جب خدا کی مرضی ہوگی
اس دور فنا میں ہوگی لیکن جو بات
وہ صرف برائے نام و فرضی ہوگی

## ایضاً

تاثیر ہوائے باغ ہستی نہ گئی !
صورت کو ادا نظر کی مستی نہ گئی !
ہوتے ہی رہے جمال دلکش پیدا
طبع انسان سے بت پرستی نہ گئی !

## ایضاً

مسلمانوں میں اب تعلیم انگلش رک نہیں سکتی
کسی سے مشرق و مغرب کی سازش رک نہیں سکتی
وہ نزلہ رک نہیں سکتا نہ پیچش رک نہیں سکتی
بڑے بوڑھو نگی لیکن یہ بھی خواہش رک نہیں سکتی

## ایضاً

وہ شوکت و شان زندگانی نہ رہی
غیرت کی حرم میں پاسبانی نہ رہی !
پردہ اٹھا تو کھل گیا ہے اے اکبر
اسلام میں اب وہ لن ترانی نہ رہی

## ایضاً

حصہ حریص کا ہے بیدینی و غلامی
قانع کے واسطے ہے اعزاز و نیکنامی
محنت ہی کے لئے تھے تفریح قلب و روزی
مقبول دوستاں ہے اکبر کی خوش کلامی

## رباعی

تسبیح و دعا میں جس نے لذت پائی
اور ذکر خدا سے دل نے راحت پائی
کوئی نہیں خوش نصیب اس سے بڑھکر
بس دونو جہاں کی اس نے نعمت پائی

### ایضاً

روزی مل جائے مال و دولت نہ سہی
راحت ہو نصیب شان و شوکت نہ سہی
گھر بار میں خوش رہیں عزیزوں کیساتھ
دربار میں باہم رقابت نہ سہی!

### ایضاً

رازِ بت شوخ کی خبر ہی نہ ملی!!
دل کیا ملتا کبھی نظر ہی نہ ملی!
کیا وصل کا حوصلہ کریں بیش رقیب
جن کو اس وقت تک کمر ہی نہ ملی!

### ایضاً

خواہش ہے اگر تجھے غنی بننے کی!
دولت کی ہوس ہے اور دھنی بننے کی
شخصی حالت کو چھوڑ کر اے ہندی
کوشش لازم ہے کمپنی بننے کی!

### ایضاً

گو کہ رک سکتی نہیں یہ نقل وضع مغربی
پھر بھی کامل طور پر ممکن نہیں ہمقالبی
اپنی تاریخ اپنی ملت سے رہو تم باوفا
ہندگی تم کو مبارک صاحبوں کی صاحبی

### ایضاً

دیکھے جو حوادث سماوی ارضی!
قائم کرلیں ہیں تونے باتیں فرضی
بھولا ہے خدا کو تو ذرا غور تو کر!
زندہ رکھتی ہے تجھکو کس کی مرضی

### ایضاً

عمدہ مچھلی مسلم و خدام ملی!!
تحفہ پایا مراد خدام ملی!!
ممنون کریم کیوں نہ ہوں اے اکبرؔ
وہ دام ہیں لائے مجھکو بے دام ملی!

### ایضاً

جبتک ہم میں ہے قومی خصلت باقی
بیشک پردے کی ہے ضرورت باقی
چالیس برس کی بات ہے یہ شاید
بعد اسکے رہے گی پھر نہ حجت باقی

## رباعی

زاہد کی طبع دیکھ کے اس بت کو جچ گئی … وہ کیا تمام ملک میں اک دھوم مچ گئی
اکبر ہی تھا کہ دین میں دل کو چھپا لیا … وہ بھی کہاں بچا یہ کہو جان بچ گئی!

### ایضاً

دست فلک سے ہند کی خلقت بہت پٹی … جو کچھ تھی اسکی عظمت و وقعت وہ سب مٹی
اس کی دوا قناعت و نیکی ہے بس فقط … ہاں مشغلے کے واسطے ہو یونیورسٹی

### ایضاً

باقی نہیں رہی وہ دنیا سے گرم جوشی … اب میں ہوں اور عزلت اور عالم خموشی
اپنے ہی دل کے ہاتھ اب میں بک گیا ہوں اکبر … سر میں نہیں رہا وہ سودائے خود فروشی!

### ایضاً

بے بصیرت ہے مگر تو منکر شیخ و ولی … ناشگفتہ رہ گئی بیشک ترے دل کی کلی
چشم بینا ان کہ بینی آشکار و ہم نہاں … در قبائے گلرخاں رنگ نبی بوئے علی

### ایضاً

پہلے تو دکھاتی تھی چمک اپنی گنی ! … اب پیش نگاہ ہیں فقط پنس[۱] و پنی[۲] !
کہتے ہیں حریف ہنس کے از رہ طعن … جب دین کو کھو دیا تو دنیا بھی چھنی!

[۱] انگریزی اکنی
[۲] انگریزی پیسے

### ایضاً

ہم نے واعظ کی خوب داڑھی نوچی … یہ بات مگر نہ اپنے دل میں سوچی!
مذہب کو شکست دے کے کیا پائینگے … آخر کو رہینگے موچی ہی کے موچی!

### ایضاً

اب تک جو کہیں ہماری قسمت نہ لڑی … ناحق تجھے ہمنشین ہے فکر اس کی پڑی
انگریز کے ملک میں لڑائی کیسی ! … یہ ہند ہے یہاں خوں انتظامی ہے بڑی

### ایضاً

انگریزوں میں عادت سحر خیزی تھی! … انداز روش میں اک دلآویزی تھی!
مشرق کی ہوا سے وضع اب ہے بدلی … پہلے اچھی تھی خالص انگریزی تھی!

## رباعی

تھے کیک کے فکر میں سو روٹی بھی گئی ۔ چاہی تھی شے بڑی سو چھوٹی بھی گئی
واعظ کی نصیحتیں نہ مانیں آخر ! ۔ پتلون کی تاک میں لنگوٹی بھی گئی

## ایضاً

اقبال کیسا کہ اے خرد تو بھی گئی ! ۔ غیرت کیسا کہ مذہبی بو بھی گئی !
سچ کہتے ہیں حضرت کرامتؔ اکبر ۔ رخصت ہوئی فارسی تو اردو بھی گئی

## ایضاً

پیارا ہے ہمکو ۔ شیخ ہمارا بُرا سہی ! ۔ چابک ولایتی نہیں دیسی چھڑا سہی !
اکبر کا نغمہ قوم کے حق میں مفید ہے ۔ دل کو تو گرم رکھتا ہے وہ بےسرا سہی

## ایضاً

رہا کرتا ہے مرغ تہمشا کی ! ! ۔ نئی تہذیب کے انڈے ہیں خاکی !
چھڑی سے ان کی کٹوا کر فلک نے ۔ خدا جانے ہماری ناک کب کی !

## ایضاً

علم پر بھی عشق کی تاثیر آخر پڑ گئی ! ۔ منچلے کی بات پبلک کے دلوں میں گڑ گئی
وصل کی شب بیٹھے اُس بت سے لڑائی تھی زباں ۔ یہ اثر اس کا ہوا اُردو سے ہندی لڑ گئی

## ایضاً

سائنس سے زیادہ ہے ہپ کی جڑ بڑی ۔ توپوں کی مار سے بھی خدا کی پکڑ بڑی
بابو یہ کہتے ہیں کہ وہ نہ ہرم جیت جائے گا ۔ اسوقت گو کشمکش نے ڈالی ہے گڑبڑی

## ایضاً

کچہریوں میں ہے پرسش گریجوئیٹوں کی ۔ سڑک پہ پاٹنگ ہے قلیوں کی اور ٹٹو کی
نہیں ہے قدر تو بس علم دین و تقویٰ کی ۔ خرابی ہے فقط شیخ جی کے بیٹوں کی

## ایضاً

مقصود ہے شغل کوئی مضمون سہی ۔ پیمانہ ہے نہیں تو افیون سہی !
ہنگامہ موت بھی ہے اک جشن اکبر ۔ گر جنگ نہیں تو خیر طاعون سہی

---

ان سے مراد جناب مولوی سید کرامت حسین صاحب جج ہائی کورٹ الہ آباد مرحوم

# رباعی

وحشت کی نئی روشنی سے آخر کو گھٹی ۔۔۔ فکر روزی میں شیخ کی طبع ڈٹی !
کرکٹ جمناسٹک ٹریننگ کالج ! ۔۔۔ مولانا سیکھتے ہیں بالفعل نٹی !

## ایضاً

مذہب اور مولوی پہ گالی ہوئی ! ۔۔۔ اسٹیج پہ انجمن میں تالی ہوئی !
دروازہ منصفی ہے ہم پر کیوں بند ۔۔۔ ہر بات تو اے جناب عالی ہوئی !

## ایضاً

اخلاق نکو و خوش تمیزی نہ سہی ! ۔۔۔ القاب حبیبی و عزیزی نہ سہی ! !
میٹھے پانی سے ہے زباں شیریں کام ۔۔۔ جان بخش حرارت غریزی نہ سہی !

## ایضاً

کھائی مجھے کل یہ بات بی منی کی ۔۔۔ تفریق اڑا دو شیعہ و سنی کی !
جیسا موقع ہو بس بٹھا دو وہ نگین ۔۔۔ ہیرے کی نہ شرط ہو نہ ضد چنی کی

## ایضاً

ملتا نہیں گوشت خیر ندی ہی سہی ۔۔۔ کچھ کھیل ضرور ہے کھسڈی ہی سہی
موقع جو پریڈ پر قواعد کا نہیں ! ۔۔۔ چندہ تحصیل کر کبڈی ہی سہی !

## ایضاً

ملتا نہیں گھی تو خشک روٹی ہی سہی ۔۔۔ نعمت جو بڑی نہیں تو چھوٹی ہی سہی
میں قوم کی فربہی کا مشتاق نہیں ۔۔۔ بس جائے میری عقل موٹی ہی سہی

## ایضاً

ساتھ یاروں کے ہماری راحت دل اٹھ گئی ۔۔۔ ایک دو کا ذکر کیا محفل کی محفل اٹھ گئی
قتل ہونے کی کسے امید تھی قسمت کی بات ۔۔۔ اتفاقاً میری جانب چشم قاتل اٹھ گئی

## ایضاً

حیرت میں ختم ہو گئی انشائے زندگی ! ۔۔۔ حل ہو سکا نہ ہم سے معمائے زندگی !
اس زندگی نے خود ہی کیا ہے تجھے اسیر ۔۔۔ تجھکو یہ کیوں ہے شوق و تمنائے زندگی

## رباعی

دربار سلطنت میں ہے کبر و خود پسندی
مذہب میں دیکھتا ہوں جنگ اور گروہ بندی
روزی دعاشقی کا ہے شغل سب سے بہتر
لمینڈ ہے اور وہسکی بندہ ہے اور بندی

## ایضاً

الفت نہ ہو شیخ کی تو عزت ہی سہی !
مرشد نہ بناؤ اُن کو دعوت ہی سہی !
بگڑا ہے جو دل زبان ہی کو روکو !
رونا جو نہ آئے غم کی صورت ہی سہی !

## ایضاً

غلطی مجھ سے ضرور یہ اک ہوئی !
پیدا وجہ نصیحتِ نیک ہوئی !
لینا تھا لغت سے اور ہی لفظ کوئی !
مِس کو جو لیا یہ مجھ سے میٹک موئی

## ایضاً

دنیا آخر کو تم سے لپٹی ! ! !
ہو ہی گئے تم غرضیکہ ڈپٹی ! !
کرتے کیا اُن سے بھینٹ خالی !
اگر آئے ہم اپنی ٹینٹ خالی ! !

## ایضاً

مجھکو ہے پسند اس سبب سے یو۔پی
یعنی یو۔پی کا قافیہ ہے روپی !
ہے فصل بہاری بھی ہم آہنگ اس کی
جب آتی ہے کرتی ہے اشارہ تو پی

## ایضاً

گردوں کا نہ کر شکوہ اچھی نہیں خود غرضی
ہر حال میں پڑھ الحمد اللہ کی جو مرضی
اکبر نے کہا واپس لیتا ہوں میں ہر خواہش
الحمد رہی قائم منظور ہو یہ عرضی !

## ایضاً

ہم ہیں وہ خوبی و نکوئی نہ رہی ! !
پاکیزگی و خستہ خوئی نہ رہی ! !
تعلیم جدید سے ہوا کیا حاصل !
ہاں کفر کے ساتھ جنگجوئی نہ رہی !

## ایضاً

طبع پر عبرت کی بدلی ایک دن چھا جائیگی
شوخیٔ برقِ تمنا ان کو بھی تڑپا جائے گی
دل نئے ہیں اور تمنائیں ابھی کم عمر ہیں
رفتہ رفتہ نوجوانوں کو سمجھ آ جائے گی

## رباعی

شکر خالق کی ہمیشہ مجھکو جا ملتی رہی
سانس لینے کیلئے کافی ہوا ملتی رہی
غم کے داغوں سے رہی ایذا مگر یہ بھی ہوا
مجھکو پیہم لذتِ یادِ خدا ملتی رہی

## ایضاً

انہیں کے مطلب کی بات کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات انکی
انہیں کی معرفت سے بولتا ہوں چراغ میرا ہے رات انکی
فقط مرا ہاتھ چل رہا ہے انہیں کا مطلب نکل رہا ہے
انہیں کا مضمون انہیں کا کاغذ قلم انہیں کا دوات انکی

## ایضاً

امنگیں ہیں میرے دل میں جنونِ عشق و وحشت کی
پھر اس میں بحث کیا افتاد ہی تو ہے طبیعت کی
ہوائے نفس نے محروم رکھا اوجِ عرفاں سے
بتوں کے زیرِ پا دیکھی بلندی اپنی ہمت کی

## ایضاً

سنتا ہوں مجھے رخصتِ فریاد ملے گی
منظور تماشا ہی ہے یا داد ملے گی!
مل جائے نظر اُن کی. دعا مانگ رہے تھے
معلوم نہیں تھا ستم ایجاد ملے گی!

## ایضاً

نہ سہی حسنِ عمل خوبیٔ گفتار سہی !
ہے تو اکبر میں بھی اک بات گنہگار سہی
دل جو تسبیح میں مصروف ہو حاصل ہے مراد
قشقہ بالائے جبیں دوش پہ زنّار سہی

## ایضاً

ساری دنیا آپ کی حامی سہی !
ہر قدم پر مجھکو ناکامی سہی ! !
نیک نام اسلام میں رکھے خدا
کفر کے حلقے میں بدنامی سہی ! !

## ایضاً

خموشیٔ شمع صفت کیوں نہ ہو زبان میری
کہ خود ہی بزم میں روشن ہے داستان میری
اگرچہ عقل سے کرتا ہوں میں حفاظتِ جاں
مگر نہ عقل میرے بس کی ہے نہ جان میری

## ایضاً

ہر چند باثر ہے تدبیر باغباں بھی !
لیکن بہار بھی ہے اک چیز اور خزاں بھی
دورانِ سر کی اپنے میں کیا کروں شکایت
گردش میں ہے زمین بھی چکر میں آسماں بھی

# رباعی

عبث اظہار خودی میں ہے یہ ہستی میری
وقت کے ساتھ اڑی جاتی ہے ہستی میری
خس و خاشاک بھی ہو جاتے ہیں شعلے سے بلند
سوز باطن کے نہ ہونے سے ہے پستی میری

## ایضاً

اللہ اللہ کتنی نازک وہ رنگیلی ہو گئی !
نام ہی بوسے کا سن کر نیلی پیلی ہو گئی !
سایۂ مغرب میں شوقِ دل نے پھیلائے تو پاؤں
چار ہی دن میں مگر پتلون ڈھیلی ہو گئی

## ایضاً

دین آخرت کا واعظ دنیا ہوس کی بانی
جھگڑے میں پڑ گئی ہے انسان کی زندگانی
الفاظ سے نہیں ہے تسکین اسکے دل کو
اکبر پہ رحم فرما اے خالق معانی

## ایضاً

آنکھیں ساقی کی تھیں رسیلی ! !
اب تک میں بچا تھا آج پی لی ! !
پھاڑے مغرب نقاب نسواں !
مشرق نے تو آنکھ اپنی سی لی ! !

## ایضاً

مسٹر نقلی کو عقبیٰ میں سزا کیسی ملی !
شرح اس کی مناسب ہے ملی جیسی ملی
اس نے بھی لیکن ادب سے کر دیا یہ التماس
چارہ کیا تھا اے خدا۔ تعلیم ہی ایسی ملی

## ایضاً

بیٹھے اس جا جہاں تاثیر ملت جا نہیں سکتی
بسے اس جا کہ آواز اذان بھی آ نہیں سکتی
تمہیں کو ناز ہو اے نوجوانو اس طریقے پر
مری امید تو نغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

## ایضاً

جب نور یقین نہیں بصیرت کیسی !
طاقت ہی نہیں دلوں میں ہمت کیسی
اسلام نئی روش میں کیا ہو یک رُخ
مسجد ہی نہیں تو پھر جماعت کیسی !

## ایضاً

جب غور کیا تو مجھ پہ یہ بات کھلی !
دقت میں وہ ہیں کہ جو نہ صاحب نہ قلی
کالج و اسکول کی پچتی ہے ہر سو تو مری
چار دو قی آٹھ ہیں اور فاکس معنی لومڑی

## رباعی

اب حدیث لیڈری ہے عمر رادی ہو چکی !
آفت ارضی کی شدت ہے سماوی ہو چکی
پند ہے گو نُوعیاذ باللہ اخواناً کی خوب
ووٹ بازی پر مگر یہ پند حاوی ہو چکی

## ایضاً

پسند آئی ہے عزلت بیں ہوں اب گھر کا گوشہ ہے
خدا کی یاد منزل ہے قناعت اپنا توشہ ہے
طبیعت اوج پر ہے رزق مایحتاج ملتا ہے
ہمیں اک خوشۂ گندم یہاں پروین کا خوشہ ہے

## ایضاً

ضروری کام نیچر کا جو ہے کرنا ہی پڑتا ہے
نہیں جی چاہتا مطلق مگر مرنا ہی پڑتا ہے
خدا کو ماننا ہی پڑتا ہے دنیا کو جب برتو
خیالِ مرگ سے انسان کو ڈرنا ہی پڑتا ہے

## ایضاً

امید و بیم کے جھگڑوں سے آگاہی نہیں رکھتے
سبب یہ ہے کہ ہم کوئی تمنا ہی نہیں رکھتے
تجھے اے چرخ کیا مشکل ہے ہمکو مطمئن رکھنا
فقیر بینوا ہیں شوکتِ شاہی نہیں رکھتے

## ایضاً

ہاں ہاں عدو بھی آپ کا طالب ضرور ہے
لیکن حضور فرق مراتب ضرور ہے
بنتے ہو میری جان تو آ بیٹھو گود ہیں !
تم جانتے ہو روح کو قالب ضرور ہے

## ایضاً

تخلیہ بھی ہے ہوا سرد ہے اور رات بھی ہے
پھر بھی انکار میری جان یہ کوئی بات بھی ہے
لطف ساقی ہو تو یہ وقت ہے مے نوشی کا
رحمت حق ہے گھٹا چھائی ہے برسات بھی ہے

## ایضاً

نفع ہوتا ہے فقط خارجی علاج سے
واقف آپ ابھی نہیں عشق کے مزاج سے
دل ہیں تو کیا ملیں اہل قوم کے باہم !
ایک آیا کعبے سے ایک آیا لاج سے

## ایضاً

ہر طرف مٹنے بگڑنے کا یہاں اک دور ہے
چشمِ عبرت کے لئے دنیا محلِ غور ہے
نالہ و گل اک طرف طاعون کا غل اک طرف
ہے جنون بلبل کو لیکن رنگ ہی کچھ اور ہے

## رباعی

بستان بحضور ہنوش بزن نگار دہر ہے
دل اس میں اہل دل جو لگائیں تو قہر ہے
بس ذکر ہی میں بادۂ گلگوں کے ہے مزا
چکھنا نہ ہمنشین اسے واللہ زہر ہے

## ایضاً

دنیا میں بے خبر ہے جو پروردگار سے
شاید ہے زندہ اپنے ہی وہ اختیار سے
اور صانع ازل تری قدرت کے میں نثار
کیا صورتیں بنائیں ہیں مشتِ غبار سے

## ایضاً

کبھی ہے صبح عید اس میں کبھی شام محرم ہے
یہ عالم چشم بینا کیلئے عبرت کا عالم ہے
دوا ہے کالج اور کونسل سو اسکی ہے فراوانی
غذا ہے (راحت دل اور دولت) وہ بہت کم ہے

## ایضاً

موت سے وحشت بشر کا اک خیالِ خام ہے
اصل فطرت میں فقط آرام ہی آرام ہے
اس تجارت گاہ دنیا کا کہوں کیا تمسے حال
کارخانے سب خدا کے ہیں ہمارا نام ہے

## ایضاً

یہی خوشیاں رہینگی دہر میں ایسے ہی غم ہونگے
مگر اک وقت آئیگا نہ تم ہوگے نہ ہم ہونگے
امیدیں ٹوٹتی ہیں تو بہت صدمہ پہونچتا ہے
جو امیدیں کریگا کم اُسے صدمے بھی کم ہونگے

## ایضاً

اسباب انتشار و جنوں مجھسے چھن گئے
مطلب یہ ہے کہ عشق و جوانی کے دن گئے
جانیکی اُس گلی میں قسم کھائی تھی مگر
مچلا یہ دل کہ بن نہ پڑی مجھ سے بن گئے

## ایضاً

انداز قیامت کے ہیں اے جان تمہارے
سو دل ہوں تو سو دل سے ہوں قربان تمہارے
ایمان ہو یا کفر ہو سچ بات تو یہ ہے
اسلام تمہارا ہے مسلمان تمہارے

## ایضاً

لطف تھا جنسے نظارے کا حسین وہ نہ رہے
جنسے رونق تھی مکانوں کی مکین وہ نہ رہے
میں جو روتا ہوں کہ افسوس زمانہ بدلا
مجھپہ ہنستا ہے زمانہ کہ تمہیں وہ نہ رہے

## رباعی

جھکتا نہیں بندہ کسی بدخواہ کے آگے
کیا غم ہے توکلت علی اللہ کے آگے
منطق بھی ہے قانون شہادت بھی خرد بھی
سب ہیچ مگر آپ کی واللہ کے آگے

## ایضاً

ادھر سے جلوۂ مضمون ادھر حسن قافی ہے
یہی اک شغل میرے دل کے بہلانے کو کافی ہے
جناب شیخ ہی کو فکر اسناد معافی ہے
ہماری طبع موزوں کو زمین شعر کافی ہے

## ایضاً

رہ گئے ہم ہاتھ ہی ملتے ہوئے!
دل ہمارا لے کے وہ چلتے ہوئے
کیوں نہ ہوتا ادیب کالج بے ثمر
کس نے دیکھا پیڑ کو پھلتے ہوئے

## ایضاً

کھولی ہے زبان خوش بیانی کے لئے
اٹھا ہے قلم گہرفشانی کے لئے
آیا ہوں میں کوچۂ سخن میں اکبر
نظارۂ شاہد معانی کے لئے

## ایضاً

سوچو کہ آگے چل کر قسمت میں کیا لکھا ہے
دیکھو گھروں میں کیا تھا اور آج کیا رہا ہے
ہشیار رہ کے پڑھنا اس حال میں نہ پڑنا
یورپ نے یہ کہا ہے یورپ نے وہ کہا ہے

## ایضاً

رکتا نہیں انقلاب چارہ کیا ہے!
حیران ہیں ملک بشر بچارا کیا ہے!
تسکین کیلئے مگر ہے کافی یہ خیال
جو کچھ ہے خدا کا ہے ہمارا کیا ہے!

## ایضاً

انسان یا بہت سے دلوں کو ملا سکے!
یا کوئی شے مفید خلائق بنا سکے!
ہم تو اسی کو علم سمجھتے ہیں کام کا!
پڑھنے کو مستعد ہیں جو کوئی پڑھا سکے!

## ایضاً

تو نے دل دہر سے ملا رکھا ہے!
قائم غفلت کا سلسلہ رکھا ہے
کیا خود زندہ ہے اپنی طاقت سے تو
آخر کس نے تجھے جلا رکھا ہے

## رباعی

قرآن میں ہمیں خدا نے سمجھایا ہے
شیطان نے فلسفے میں الجھایا ہے
قسمت اب دیکھنی ہے دل کی اکبر
معلوم نہیں کہ یہ کدھر آیا ہے ! !

## ایضاً

دنیا نے دین کو بھلا رکھا ہے !
غفلت کی نیند میں سلا رکھا ہے
اس دور میں خوش نصیب وہ ہے اکبر
جس نے قرآن کو کھلا رکھا ہے

## ایضاً

ہر حال میں ہر روح انسب وہ ہے
اللہ اور رسول کا بھی مطلب وہ ہے
قرآن کو غور سے پڑھو اور سمجھو !
اکبر سمجھا کہ جان مذہب وہ ہے !

## ایضاً

لکچر سے نہ ہے نہ کچھ خیالات سے ہے
تہذیب سے ہے نہ ترک عادات سے ہے
اکبر بخدا یہ کامیابی ساری !
تقدیر سے اور اتفاقات سے ہے

## ایضاً

دنیائے دنی محلِ آفات بھی ہے !
فکر روزی مخلِ اوقات بھی ہے !
طرّہ پھر اس پہ یہ کہ مرنا بھی ضرور
جیتا رہے آدمی تو اک بات بھی ہے !

## ایضاً

انسان میں معتبر لیاقت بھی ہے
محسوب اس وزن میں وجاہت بھی ہے
انداز سخن سے بھی ہے اندازۂ طبع
اک جزو قوی مگر شرافت بھی ہے

## ایضاً

دولت وہ ہے جو عقل و محنت سے ملے
لذت وہ ہے کہ جوش صحت سے ملے
ایمان کا ہو نور دل میں وہ راحت ہے
عزت وہ ہے جو اپنی ملت سے ملے

## ایضاً

آپس میں موافق رہو طاقت ہے تو یہ ہے
دیکھو نہ بہم عیب محبت ہے تو یہ ہے
صحت بھی ہو روزی بھی ہو دل کو بھی ہو تسکین
دنیا میں بشر کیلئے نعمت ہے تو یہ ہے

# رباعی

حاسد تجھپر اگر حسد کرتا ہے !
کر صبر کہ خود وہ کار بد کرتا ہے !
اپنی ہستی کو کر رہا ہے محسوس !
اور تیری بلندیوں سے کد کرتا ہے !

## ایضاً

انبساطِ نفس الگ ہے . روح کا وجد اور ہے
وحشت وحشت اور ہے اور وادی نجد اور ہے
ہو جو باطن کی ترقی تجھکو منظور نظر
یاد رکھو اکبر تکبر اور ہے مجد اور ہے

## ایضاً

ارمان نہ شراب و بزم شاہد کا ہے
سامان نہ محافل و مساجد کا ہے !
اکبر کو ہے انس کنج تنہائی سے !
دھیان اس کو فقط خدائے واحد کا ہے

## ایضاً

کچھ شک نہیں کہ خلق سے ملنا ضرور ہے
جو اس سے اختلاف کرے حق سے دور ہے
لیکن خدا کیواسطے خلقِ خدا سے مل !
سمجھے گا اس کو وہ جو اہل شعور ہے

## ایضاً

انسان جو عمر ختم کر چکتا ہے !
خوش ہو چکتا ہے آہ بھر چکتا ہے
فانی دنیا کا دیکھ لیتا ہے رنگ !
زندہ جو رہا بھی وہ تو مر چکتا ہے !

## ایضاً

سنئے حکمت جو میری گفتار میں ہے
اک حد ادب ہر ایک سرکار میں ہے
پروانے نے شمع سے لپٹنا چاہا !
پہلے تھا نور میں اور اب نار میں ہے

## ایضاً

شیطان سے دل کو ربط ہو جاتا ہے
دشوار انسان کو ضبط ہو جاتا ہے
حد سے جو سوا ہو حرص یا خود بینی !
اکثر یہی کہ خبط ہو جاتا ہے !

## ایضاً

اللہ کا حق اگر تلف ہوتا ہے !
اس کے لئے کون سر بکف ہوتا ہے
دنیا طلبی میں ہے یہ ہنگامہ شور
حاصل پھر اس سے کیا شرف ہوتا ہے

# رباعی

خلقت جو کہیں ذلیل ہو جاتی ہے۔
بے غیرت و بے دلیل ہو جاتی ہے
گو جسم میں ظاہر توانائی ہو!
اخلاق میں وہ علیل ہو جاتی ہے

## ایضاً

دنیا کو بہت ذلیل پایا میں نے!
بے غیرت و بے دلیل پایا میں نے!
اخلاقی پہلوؤں سے جانچا اکبر
شدت سے اسے علیل پایا میں نے

## ایضاً

افسوس سفید ہو گئے بال ترے!
لیکن ہیں سیاہ اب بھی اعمال ترے
تو زلفِ بتاں بنا ہوا ہے اب تک
دنیا پہ ہنوز پڑتے ہیں جال ترے

## ایضاً

ہیں وعدۂ خالقِ دو عالم سچے!
قرآن سچا رسول اکرمؐ سچے!!
اے منکرِ دین قیامت آنی ہے ضرور
کہدیں گے وہاں کہ دیکھ لے ہم سچے!

## ایضاً

ایسے بھی ہیں خلق جن کو فرعون کہے!
ایسے بھی ہیں جنہیں محمدؐ عون کہے
ہیں نام بنام تمسے کہتا اکبر!
نازک ہے مگر معاملہ کون کہے!

## ایضاً

ہر چند کہ کوٹ بھی ہے پتلون بھی ہے
بنگلہ بھی ہے پاٹ بھی ہے صابون بھی ہے
لیکن یہ میں تجھ سے پوچھتا ہوں ہندی
یورپ کا تری رگوں میں کچھ خون بھی ہے

## ایضاً

دولت بھی ہے فلسفہ بھی ہے جاہ بھی ہے
لطفِ حسنِ بتانِ دل خواہ بھی ہے
سب سے قطعِ نظر ہے مشکل لیکن
اتنا سمجھے رہو کہ اللہ بھی ہے!

## ایضاً

مذہب کی کہوں تو دل لگی میں اڑ جائے
مطلب کی کہوں تو پالیسی اڑ جائے
باقی سرِ قوم میں ابھی ہے کچھ ہوش
غالب ہے کہ یہ بھی اس صدی میں اڑ جائے

## رباعی

مذہب قانون و قوم کا باقی ہے !
خالص طاعت عروج روحانی ہے !
توہین اک دوسرے کی کرتے ہیں جو لوگ
وہ جہل ہے یا ہوائے نفسانی ہے !

## ایضاً

ہمدرد ہوں سب یہ لطف آبادی ہے
ہمسایہ بھی ہو شریک تب شادی ہے
تسکین ہے جب کہ ہو خدا پہ تکیہ
قانون بنا سکیں تب آزادی ہے

## ایضاً

آگاہ ہوں معنی خوش اقبالی سے
واقف ہوں بنائے رتبہ عالی سے
شرطیں عزت کی اور ہیں اے اکبرؔ
چلتا نہیں کام صرف نقالی سے

## ایضاً

ایمان و حواس و حق پرستی کیا ہے
یہ غفلت و کفر و جوش مستی کیا ہے
لاریب یہ سب ہے ایک ہستی کا ظہور
یہ مجھ سے نہ پوچھ پھر وہ ہستی کیا ہے

## ایضاً

جینا تھا جس قدر ہمیں دنیا میں جی لئے
ساغر کئی طرح کے ملے اور پی لئے !
غم بھی رہا خوشی بھی تحیرؔ بھی فکر بھی ؛
جاتے ہیں اب کہ آئے تھے ہم بس اسی لئے

## ایضاً

طاقت وہ با اثر جو سلطانی ہے !
اس جا ہے چمک جہاں زر افشانی ہے
تعلیم وہ خوب ہے جو سکھلائے ہنر
اچھی وہ تربیت جو روحانی ہے !

## ایضاً

انسان چاہے جو بات اچھی چاہے
بدیوں سے محترز ہو ۔ نیکی چاہے
شیطان سے وہ فلاسفی ہے منسوب
جس کا مطلب ہے ۔ کر دو جو جی چاہے

## ایضاً

پاکیزگئے نفس کی دشمن مے ہے !
انسان کو خراب کرنے والی شے ہے
شیطان کی ہے پرائیوٹ سکریٹری
مستم اور اسکو منہ لگائے ہے ہے !

# رباعی

اوہام کے ہاتھ سے نہ ایذا سہئے !
بندوں کے نہیں خدا کے ہوکر رہئے
ہے پیش نگاہ جلوۂ ارض و سما !
سبحان اللہ جوش دل سے کہئے !

## ایضاً

چیخے۔ چلائے۔ کودے۔ اچھلے۔ ٹہلے۔
ہر پھر کے وہیں رہے جہاں تھے پہلے
حالت تو وہی ہے بلکہ اُس سے بدتر
یوں منہ سے جو جسکے دل میں آئے کہہ لے

## ایضاً

تعلیم بھی پائی سب کے پیارے بھی ہوئے
دنیا کو بھی خوش کیا ہمارے بھی ہوئے
لیکن جو یہ نور طبع پایا نہ گیا !
پھر کیا تم عرش کے جو تارے بھی ہوئے

## ایضاً

طبع سمجھی کہ بلندی میں بڑھی جاتی ہے
زلف خوش ہے کہ یہ پھانسی پہ چڑھی جاتی ہے
وہ ہے نافہم یہ عیار۔ محل ہے نازک
اہل بینش ہیں یہ اک نظم پڑھی جاتی

## ایضاً

بیکار جگر ہے مضمحل گردہ ہے !!
جس دوست کو دیکھئے وہ افسردہ ہے
گو نبض زبان سے زندگی ہے ظاہر
دل کو جو ٹٹولئے تو وہ مردہ ہے

## ایضاً

بہتر ہے یہی کہ اب علیگڈھ چلئے
رکئے نہ کسی کیواسطے بڑھ چلئے !
جس فن کا ہو درس ہو جئے اسمیں شریک
جو پیش آئے سبق اسے پڑھ چلئے !

## ایضاً

مہدی سا بزرگ صاحب جاہ تو ہے
سنجیدہ کلام کے لئے واہ تو ہے
منزل کا اگر پتا نہیں ہے نہ سہی
دلکش روشنین ہیں دلکشا راہ تو ہے

## ایضاً

مولانا محوِ عشق یزدانی تھے ! !
بیشک اس عہد میں وہ لاثانی تھے
بھولیں نہ کبھی انہیں محبانِ رسول
یعنی رجبی شریف کے وہ بانی تھے

# رباعی

ملکی ترقیوں میں دیوانے نکالے ! پلٹن نہیں تو خیر رسالے نکالے !
کافی ہے بر شغلِ کلیسائے فکرِ زرق اب دل سے مسجد اور شوالے نکالے

## ایضاً

خیرِ دل کی مِس دل خواہ جانے ! خیر ایمان کی حبِّ جاہ جانے !
رہی اب عاقبت کی بحث اکبر تو اس کا حال تو اللہ جانے !

## ایضاً

شوقِ شہرت بھی بُرا زر کی بُری چاہ بھی ہے نفرت انگیز نظر میں ہوسِ جاہ بھی ہے
ہاں مگر حُسنِ بُتِ زہرہ جبیں آفتِ دین اس سے مجبور تو یہ بندۂ درگاہ بھی ہے

## ایضاً

حالت پہلی سی اب کہاں میری ہے حیرت انگیز داستان میری ہے
سینہ میرا ہے دل نہیں ہے میرا میری نہیں بات گو زبان میری ہے

## ایضاً

فیضِ حضرت بہر نمط ہوتا ہے ! دل کو میرے حظ یہیں فقط ہوتا ہے
ہر امرِ غلط کی ہوتی ہے یاں تصحیح اور لطف یہ ہے کہ غم غلط ہوتا ہے

## ایضاً

یا امیٹشن[1] کے صدقے چائے دودھ اور کھانڈ[3] لے یا ایجیٹیشن[2] کے بدلے تو چلا جا مانڈلے
یا قناعت اور طاعت میں بسر کر زندگی زرق کی کشتی کو کھے پتوار لے اور ڈانڈ لے

## ایضاً

جب تک رہے زندہ آرزومند رہے جب مر گئے ہم تو قبر میں بند رہے
اب حشر میں خلد و نار کا ہے جھگڑا دیکھیں یہ امید و بیم تا چند رہے

## ایضاً

تان اس بت نے اڑائی ہمیں بلما[3] کھوئے ہم تو کیا شیخ بھی توحید کا کلمہ بھولے
صنم ہند کو ہم یاد رہیں اے اکبر غم نہیں ہے جو عرب میں ہمیں سلما بھولے

[1] Imitation یعنی نقل اتارنا

[2] Agitation مخالفانہ جوش و خروش

[3] عمداً بلما لکھا ہے قافیہ ملایا گیا ہے مصنف

## رباعی

لے لیکے قلم کے لوگ بجانے نکلے !
ہر سمت سے بیسوں رسالے نکلے !
افسوس کہ مفلسی نے چھاپا مارا !
آخر احباب کے دوالے نکلے !

## ایضاً

سچ ہے کہ انہوں نے ملک لے رکھا ہے
ہم لوگوں سے کمپ کو پرے رکھا ہے
لیکن ہے ادائے شکر ہم پر لازم
کھانے بھر کو ہمیں بھی دے رکھا ہے

## ایضاً

غضب ہے وہ ضدی بڑے ہو گئے !
میں لیٹا تو اٹھ کر کھڑے ہو گئے !
نہیں ان کو کچھ شرم لاحول قوم !
یہ ملحد تو چکنے گھڑے ہو گئے !

## ایضاً

ہر ایک کو ایک دن اجل آتی ہے
دنیا گزران ہے ہیچ ہے فانی ہے
لیکن مرنا جو عالم وجد میں ہو !
گویا کہ شعاع نور یزدانی ہے !

## ایضاً

تم کتنے ہی محو کج ادائی رہتے !
تم پر دل و جان سے ہم فدائی رہتے
صد شکر تم آئے بڑھ گئی لذت طبع
لیکن جو نہ ملتے تب بھی بجائی رہتے

## ایضاً

جو لوگ طرفدار علیگڈھ کے رہیں گے
اس دور میں بیشک وہ بڑھ چڑھ کے رہینگے
مفلس رہیں گمنام رہیں خیر جو کچھ ہو
کالج کے یہ سب علم تو ہم پڑھ کے رہینگے

## ایضاً

ظاہر میں اگرچہ راز سربستہ ہے
مضمون لطیف و خوب برجستہ ہے
پودا نہیں پھول کا علیگڈھ کالج
گلدان میں مسلمون کا گلدستہ ہے

## ایضاً

سرحد پہ باغیوں کو سکھ ماریں گے
گر دن اردو کی راکھ رکھ ماریں گے
قائم ہے البشیر کا یہ پرچہ !
ہم بھی کوئی مضمون لکھ ماریں گے

یہ دوسرے مصرعہ کے قافیہ کیلئے طبع آزمائی ہوئی تھی۔

# رباعی

کونسل سے ہر طرح کا قانون آ رہا ہے
مطبع سے ہر طرح کا مضمون آ رہا ہے
لیکن پڑھوں میں کیونکر آنکھوں کی ہے یہ حالت
اشک آ رہا تھا پہلے اب خون آ رہا ہے

## ایضاً

بڑا ہے قحط البشر مر رہے ہیں فاقوں سے
خوشی ہو گیا مجھے شبرات میں پراتوں سے
بجھی ہوئی ہے طبیعت یہ روشنی ہے فضول
اتار لیجئے صاحب چراغ طاقوں سے

## ایضاً

جس سے جو بن پڑے وہی کام کرے
صاحب بنے کھائے کھیلے آرام کرے
لیکن رہے قومی بھائیوں کا ہمدرد
ہر حال میں ادّعائے اسلام کرے

## ایضاً

سابق کے طریقوں پہ عمل کر نہیں سکتے
کل آج نہ تھا- آج کو کل کر نہیں سکتے
الزام کہیں مشق قواعد کا نہ لگ جائے
صوفی بھی بہت کود اچھل کر نہیں سکتے

## ایضاً

بزم اکبر دانش آموز و نشاط انگیز ہے
ہر سخن اس کا لطیف و خوب معنی خیز ہے
بالارادہ اس سے جو کرتا ہے اعراض و گریز
ناتواں بیں ہے وہ یا کودن ہے یا انگیز ہے

## ایضاً

معاملہ تھا عرب کا خدائے واحد سے
عجم نے واسطہ رکھا شراب و شاہد سے
ادھر تھی حمد خدا ہی سے آشتی دل کی
ادھر تھی بحث نزاعِ حمید و حامد سے

## ایضاً

عزت کہاں ہے نہ اوج نہ نیکی موج ہے
حملہ ہے اپنی قوم پہ لفظوں کی فوج ہے
اس طرز تربیت پہ ہیں اغیار خندہ زن
لاحول باپ کی ہے تو ماؤں کی فوج ہے

## ایضاً

پیری نے دانت مجھ پہ لگایا ہے گھات سے
بائیں طرف کی ڈاڑھ میں ہے درد رات سے
بارہ مسالے ایک طرف درد اک طرف
پیپل سے فائدہ ہے نہ کچھ تیج پات سے

# رباعی

نہ یہ قید شریعت ہے نہ یہ غفلت کا پردا ہے
رواج و مصلحت کی بات ہے حکمت کا پردا ہے
تمہیں دھوکے میں ڈالا ہے مثالِ اہلِ یورپ نے
ادھر سایہ حکومت کا ہے یہاں عزت کا پردا ہے

## ایضاً

رہ گئے ناآشنا احباب غائب ہو گئے!
ہم نفس دو اک جو باقی تھے وہ صاحب ہو گئے
وقت بد میں کون رکھتا ہے رفاقت کا خیال
ہم نشین اپنے رقیبوں کے مصاحب ہو گئے

## ایضاً

کہا جب غیر کو کیوں تو نے اے گلرو پھنسایا ہے
تو بولا دل لگی کے واسطے آ تو پھنسایا ہے
ادھر چاہِ ذقن ہے اس طرف ہیں جال گیسو کے
ہمارے دل کو اس نے لڑکے بے قابو پھنسایا ہے

## ایضاً

جو کام تھا گفتگو نکلتا ہے وہ پل سے
خوش کیوں نہ رہیں لوگ فرنگی کے عمل سے
تاریخ تو خالد کی پڑھ صورات کو گھر پر
اور دن کو کچہری میں دلو نیل کمل سے

## ایضاً

ایمان کی ہے تاک کافری ہے تو یہ ہے
تقویٰ بیدم ہے ساحری ہے تو یہ ہے
نظمِ اکبر ہے دافعِ جادو و کفر
ماشاءاللہ شاعری ہے تو یہ ہے

## ایضاً

مہمان فلک کہاں سکون پاتا ہے
آسودہ جو ہیں انہیں بھی ٹہلاتا ہے
ہے ہضم کی فکر میں یہ نقل و حرکت
ظاہر ہے صریح پیٹ دوڑاتا ہے

## ایضاً

در پہ مظلوم اک پڑا روتا ہے!
بیچارہ بلا میں مبتلا روتا ہے!
کہتا ہے وہ شوخ تال سم ٹھیک نہیں
کیا اُٹھی سنوں کہ بے سرا روتا ہے!

## ایضاً

رندی و شراب و بزمِ شاہد بھی ہے
منطق بھی ہے دلیلِ ملحد بھی ہے
لیکن قربانِ حکمتِ پیرِ مغاں
دو مولوی بھی ہیں ایک مسجد بھی ہے

## رباعی

دھن نوکری کی ہے نہ پری ہے نہ حور ہے
آئین بھی بدلتے ہیں نیت کے ساتھ روز
اب فکر پاس کی ہے قیامت تو دور ہے
امید بے اصول سے اب دل نفور ہے

### ایضاً

ہر اک رمارک آپ کا عقرب کا نیش ہے
مجھ سے کہا کہ گو زشتر ہے ترا سخن !
مجھ کو بھی رنج غیر کا سینہ بھی ریش ہے
اُس سے یہ کہدیا کہ تو گوبرگنیش ہے !

### ایضاً

خلقت اسی سمت صف بہ صف جاتی ہے
ہے نور خدا بھی طالب رزق کا دوست
با عود و رباب و چنگ و دف جاتی ہے
ڈاڑھی بھی تو پیٹ کی طرف جاتی ہے

### ایضاً

ہر چند کہ مجھکو اعتقاد اب تک ہے
بیٹھے تو بہت ہی سر جھکا کر ہیں حضور
تاہم بلحاظ وقت دل میں شک ہے !
کیا جانے مراقبہ ہے یا پینک ہے !

### ایضاً

سب سمجھتے ہیں کہ یہ عشق بتان اک روگ ہے
شاہدان مغربی کرتے نہیں مجھکو قبول
لیکن اسکو کیا کریں ملتا جو موہن بھوگ ہے
ٹال دیتے ہیں یہ کہکر آپ کالا لوگ ہے

### ایضاً

جو مرد ہیں وہ پاک ہیں دنیا کے میل سے
چہرے کے نیچے قہر ہے ڈاڑھی کا جھول جھال
سچ ہے خبیث ملتے ہیں ایسی چڑیل سے
اس فرد کو بچائیے تفصیل ذیل سے

### ایضاً

دل میں جو پڑ گئی ہے گرہ کھول ڈالئے !
ترکیب ہے ترقی اردو کی بس یہ خوب
اکدم میں کل متاع سخن تول ڈالئے
جو آپ بول سکتے ہیں سب بول ڈالئے

### ایضاً

واہ اکبر بس مقیم کول ہو کر رہ گئے !
عرض و طول ہند میں تم نے یہ دوڑائے خطوط
خود فروشی کی نہیں -- انمول ہو کر رہ گئے
دل کشی مرکز میں پائی گول ہو کر رہ گئے

## رباعی

میں نے جو کہا کل انتظام آپ کا ہے
بے فائدہ آپ کا یہ کام آپ کا ہے
کہنے لگے مسکرا کے یہ سب ہے صحیح
لیکن خوش ہو جئے کہ نام آپ کا ہے

### ایضاً

مذہب جسکی نظر سے بالکل گم ہے !
کیونکر میں کہوں وہ داخلِ مردم ہے !
شائستہ جو ہو تو اس کو پونی[1] سمجھو !
ایسا جو نہ ہو تو اک خرِ بے دم ہے

[1] انگریزی Poney

### ایضاً

اب کہا نتک بتکدے میں صرفِ ایماں کیجئے
تا کجا عشقِ بتاں سست پیماں کیجئے !
ہے یہی بہتر علیگڈھ جا کے سید سے کہوں
مجھ سے چندہ لیجئے مجھکو مسلماں کیجئے

### ایضاً

چِھٹی اُس مِس کی ہے کہ یہ جادو ہے
دل جوشِ مفاخرت سے بے قابو ہے
ایسی پڑی اور مجھکو پیارا لکھے !
القاب میں دیکھئے ڈیر کلو ہے !

### ایضاً

ہندی مسلم ہیں ہند کی بو بھی ہے !
افطار میں ہے کھجور تو سیو بھی ہے
اللہ اللہ ہے زباں پر بے شک
لیکن اک رنگ بم مہادیو بھی ہے

### ایضاً

ہیں لمپ عزیز شمع بیگانہ ہے !
جلتا ہے چراغ سے جو فرزانہ ہے
سب کی ہے مسوں کے روئے روشن پہ نگاہ
جو ہے نئی روشنی کا پروانہ ہے !

### ایضاً

جو عقل کھری تھی کی وہ کھوٹی اُس نے
اچھے اچھوں سے چھینی روٹی اُس نے
سنتوں پہ شراب فاقہ مستی لائی !
پتلون کو کر دیا لنگوٹی اُس نے !

### ایضاً

نکتہ یہ سنا ہے اک بنگالی سے !
کرنا ہو بسر جو تم کو خوش حالی سے
خالی ہو جگہ تو اپنے بھائی کو دو !
غصہ آئے تو کام لو گالی سے !

## رباعی

کہتے ہیں اکبر یہ تیری عقل کا کیا پھیر ہے
طبع تیری اس نئی تہذیب کی دل سیر ہے
عرض کرتا ہوں کہ میں بھی ہونگا قائل عنقریب
ہو چکا ہوں پیر بس نابالغی کی دیر ہے

## ایضاً

مغربی کل نے مجھکو پیسا ہے !
میرا چونا اور کلیسا ہے ! !
آپ ہی گا کے جھوم لیتے ہیں !
بار بڈ ہے نہ اب نکیسا ہے ! !

## ایضاً

انگریز میں عظمت جہانبانی ہے
ہم ہیں اک شان علم روحانی ہے !
لیکن تم لوگ تو کسی میں بھی نہیں
بازو نہ قوی نہ قلب روحانی ہے !

## ایضاً

اگر اندازۂ قوت سے تمنا نہ بڑھے !
رنج پیدا ابھی جو ہو دل میں تو اتنا نہ بڑھے
حرص گھٹ جائے وہی نعمت عظمے ہوگی
میری دولت نہیں بڑھنے کی تو اچھا نہ بڑھے

## ایضاً

رنگ دیکھے جہان فانی کے ! !
کھیل ہیں دور آسمانی کے !
شیخ سے مجھسے اب نہیں ہے بگاڑ
ہو چکے ولولے جوانی کے ! !

## ایضاً

تکلف انہیں کے لئے کیجئے ! !
فقیروں کی کیا ہے جہاں پڑ رہے
بتوں سے بھی لڑتی نہیں یاں تو آنکھ !
برہمن ہیں لنڈن تلک لڑ رہے !

## ایضاً

دنیا میں امر حق کو کس طرح صاف کہئے
کرتا ہے دشمنی وہ جس کے خلاف کہئے
یہ سرسری اشارہ کافی نہیں ہے حضرت
اپنی زبان سے بھی لفظ معاف کہئے !

## ایضاً

نہیں ہے علم ان میں جہل کی مستی کا جھگڑا ہے
یہ باتیں غیر ثابت ہیں زبردستی کا جھگڑا ہے
فقط اک ہستئ اعلیٰ کا پرتو دل میں پڑتا ہے
جو کچھ اس کے سوا ہے وہم کی ہستی کا جھگڑا ہے

# رباعی

معزز مسلم سے نوش اب ہے گو وہ فاسق ہے
شریک اسکے ہیں فاتح اور فنیشن کیمبالق ہے
یہ دعویٰ ہے غلط تو ڈارون صاحب خطا بخشیں
خدا انسان کا خالق۔ خدا بندر کا خالق ہے

## ایضاً

نہیں دشوار کچھ صحبت پر اس کی شرط لدنا ہے
جو دنیا دار ہے وہ قاعدے کی رو سے دنی ہے
ستار مجھکو ملی تو چل گئے واعظ لگے کہنے
خری کی ہوگئی تکمیل باقی صرف لدنا ہے

## ایضاً

کسی محفل میں تم اکبر اگر چمکے تو کیا چمکے
سند جب ہے کہ ابھرے ذکر حق نام خدا چمکے
یہ جگنو بھی نئی روشنی سے ملتے جلتے ہیں
اندھیرا ہی رہا جنگل ہیں گو یہ جابجا چمکے

## ایضاً

چکر آیا اک سا جھولا جھولے !
قومی عزت کی ہسٹری کو بھولے !
جنت کا خیال ہے نہ باغ دل کا
گملوں ہی پہ اب تو رہتے ہیں ہم پھولے

## ایضاً

رفتار ترقی پہ کہیں ناچ نہ ہو جائے
یہ قرأت مصری کہیں کھماچ نہ ہو جائے
توحید کی تحریک سے زندہ ہے ترا دل
مغرب کی گمر کوک سے یہ واچ[1] نہ ہو جائے

## ایضاً

ہیٹ پہونچی شیخ کے سر پر جو دل کے جوش سے
اور بھڑکے شعلہ ہائے فتنہ اس سرپوش سے
بنگئے صاحب ہنر صاحب کا کیا ہے آپ ہیں
کیا کلین چمکیں گے سقف بنگلۂ خس پوش سے

## ایضاً

بیدل ہمیں بروز سلو تو نہ کیجئے ! !
للہ بات ملنے[2] نو نو نہ کیجئے ! !
کل[3] کی صدا نہ خوبی فطرت نہ لطف دید
بہتر یہی ہے خواہش فونو[4] نہ کیجئے !

## ایضاً

جن لوگوں نے مسلموں کو بہکایا ہے !
کامل کب ان کو علم و فن آیا ہے
جو فلسفی ہیں اصیل وہ ہیں خوش !
الحاد تو ٹینیوں[5] نے پھیلایا ہے

---

[1] انگریزی — معنی گھڑی
[2] نہیں نہیں
[3] شین
[4] اونا نسل والا

# رباعی

تھا امن کسی قدر سو وہ دن بھی چلے
ظاہر ہی کے سمت اہل باطن بھی چلے
مجلس یہ ہوا اضافہ کانفرنس!
مسلم تو جا چکے تھے مومن بھی چلے

## ایضاً

اُنظُر اِلیٰ الاہلِ کا تصور جو دل میں ہے
یہ وجہ ہے کہ آج تک آنزابل میں ہے
کمسریٹ اب بھی اس کا ہے محتاج دیکھئے
معذور اگرچہ اس کا قدم آب و گل میں ہے

## ایضاً

یہ پردہ در کو سوئے قوم کس نے بھیجا ہے
کہ جسکی بحث سے مجروح ہر کلیجہ ہے
یہی ہے عقدہ کشائی قوم تو اک دن
ازار بند کو کہدینگے جس بیجا ہے

## ایضاً

باز آئینگے نہ پولیٹیکل انٹریگ سے
جب کچھ نہیں تو لاگ لگائیں گے لیگ سے
اک شغل زندگی ہے بہار نمود ہے
منظور دشمنی نہیں اپنے کلیگ سے

## ایضاً

وہ نیو قوم کی ہے نہ پشتہ نہ بھیت ہے
بگڑے جو بن رہے ہیں یہ دنیا کی ریت ہے
ہنگامہ مطرب نہیں یہ شورش رفارم
رنج و محن کا ساز ہے چکی کا گیت ہے

## ایضاً

ممدوح مشرق غرب و شمال و جنوب تھے
تعریف تھی ہنر کی بری از عیوب تھے!
اب کچھ نہیں تو کیا کہیں تم سے کہ کیسے ہیں
ہاں اس میں شک نہیں۔ ہے کہ جب تھے تو خوب تھے

## ایضاً

نقش ماضی منظر بے معنی و مفہوم ہے
مصلحت فطرت کی ہے یا ذہن کا مقسوم ہے
بہ رہا ہے لاکھوں ہی موجیں یہ بحر دنا
ورد کے قابل فقط یا حیُّ یا قیّومُ ہے

## ایضاً

مشرق کے جو ہو رہے وہ پستی میں پڑے
مغرب سے سبق لیا تو مستی میں پڑے
پیدا ہی نہ ہوتے کاش اطفال یہاں
آخر یہ کیوں بلائے ہستی میں پڑے۔

# رباعی

مادہ نہیں اتنی مضطرب نر کے لئے ! آمادہ ہیں جس قدر وہ زر کے لیئے !
نو حصہ تم اپنی نوکری کو دے دو ! دسواں حصہ تو ہو بیمے کے لیئے !

## ایضاً

بے دینوں کو جوش مستی کیا ہے ! بندوں میں یہ خود پرستی کیا ہے !
کہتی ہے فلک کی گردش ان سے تم کیا ہو تمہاری ہستی کیا ہے !

## ایضاً

ہے جلوۂ مہر پر تو ماہ تو ہے ! ! سینے میں تمہارے قلب آگاہ تو ہے
ظاہر جو نہیں ہے حامیٔ دین کوئی ! بیدل کیوں ہو رہے ہو اللہ تو ہے

## ایضاً

لطف امروز اور ہے اور فکر فردا اور ہے راہ دنیا اور ہے اور راہ عقبیٰ اور ہے
نوجوان سے بزرگوں کو نہ کیوں ہو اختلاف چشم بینا اور ہے اور چشم تماشا اور ہے

## ایضاً

مہمان فلک کہاں سکون پاتا ہے آسودہ جو ہیں انہیں ہی ٹہلاتا ہے
ہے ہضم کی فکر میں یہ نقل و حرکت ظاہر یہ ہے کہ پیٹ دوڑاتا ہے !

## ایضاً

قائم یہی بوٹ اور موزا رکھئے ! دل کو مشتاق مس ڈسوزا رکھئے !
ان باتوں پہ معترض نہ ہوگا کوئی ! پڑھیئے جو نماز اور روزہ رکھیئے !

## ایضاً

دیکھ آئے تو ہم سنتے تھے جسے ! ! چند لڑکے ہیں مشن اسکول کے
بار آور پارک میں یہ ہوں گے کیا گملوں ہی پر رہ گئے ہیں پھول کے

## ایضاً

کالج ہے دینی فوائد کے لئے ! قائم ہے یہ ایسے ہی مقاصد کے لئے
مسجد میں یہاں جو مولوی صاحب ہیں کپتان ہیں مذہبی قواعد کے لئے

# رباعی

کہتا ہوں تو تہمتِ حسد ہوتی ہے
خاموشی میں دل کو سخت کد ہوتی ہے
دنیا طلبی ضرور ہے انسان کو !
لیکن ہر شے کی ایک حد ہوتی ہے

## ایضاً

اک شاعری وہ ہے جسے فطرت سے میل ہے
اک شاعری وہ ہے جو اکھاڑے کا کھیل ہے
دونوں ہیں گو کہ اپنی جگہ مستحق داد
منزل سے اس کو کام ہے اُسکو کلیل ہے

## ایضاً

قرآن کو زبان سے دل میں اتارئے
علمی نمود چھوڑ عمل کو سنوارئے
چشم و زبان میں کیجئے پیدا اثر جناب
بعد اس کے بندگانِ خدا کو پکارئے

## ایضاً

انگریز خوش ہے مالک ایروپلین ہے
ہندو مگن ہے اُس کا بڑا لین دین ہے
بس اک ہمیں ہیں ڈھول میں مولا اور خدا کا نام
بسکٹ کا صرف چوڑ ہے لمنڈ کا پچین ہے

## ایضاً

ضرورت کچھ نہ تھی اس کی کہ آپس میں بھی ہو جائے
سلام و رحمۃ اللہ کی جگہ گڈ نائٹ اور گڈے
حیات مذہبی سے بھاگتا تھا کھیل گُڑیوں کا
کہاں کی قوم ہاں کچھ بنگئے ہیں نازنین گڈے

## ایضاً

بعد مردن کچھ نہیں یہ فلسفہ مردود ہے
قوم ہی کو دیکھئے مردہ ہے اور موجود ہے
شیخ کالج چاہئے دیندار اور صاحب اثر
ورنہ کیسا ہی ہو عمدہ کورس وہ بیہودہ ہے

## ایضاً

مجھ سے ہے عذر غیر کو کونسل کا ووٹ ہے
واللہ اس ستم کی میرے دل پہ چوٹ ہے
ترکیب صلح کل نہ نبھی دل پہ چوٹ ہے
سب سے بچے تو لیجئے کونسل کا ووٹ ہے

## ایضاً

اگر میں ہوں تو سب کچھ ہے جو سب کچھ ہے تو ہے جھگڑا
اسی میں کی خبر لینا ہے کچھ ہے بھی کہ دھوکا ہے
جو روز افزوں نہیں ترکِ تعلق آپ کا اکبر
تو پھر یہ شاعری کیا واہ واہ کا اک تماشا ہے

## رباعی

معاذاللہ دورِ چرخ کیا کیا رنگ لاتا ہے
نسیم صبح اور کلیاں تو دیکھیں اس گلستاں میں
جنہیں آتا تھا ہم پر رشک اب ان کو رحم آتا ہے
ہم ایسے دل گرفتوں کو بھی یاں کوئی ہنساتا ہے

### ایضاً

ایک پاتا ہے ایک کھوتا ہے ! !
سارے اسباب ہیں اسی کے مطیع !
ایک ہنستا ہے ایک روتا ہے !
جو خدا چاہتا ہے ہوتا ہے !

### ایضاً

اکبر جگر افگار ہے رسوا بھی بہت ہے
مطلوب نہیں زینتِ دنیا کا نظارا !
عزت کیلئے عشق میں اتنا بھی بہت ہے
اب دیکھ بھی سکتا نہیں دیکھا بھی بہت ہے

### ایضاً

نہ کھول آنکھ کسی عکس بے بقا کے لئے
رضا کی شرط یہی ہے کہ کچھ طلب نہ کرو
صفائے دل پہ نظر رکھ فقط خدا کے لئے
دعا سے ہاتھ اٹھاتا ہوں میں خدا کے لئے

### ایضاً

ایک جمتا ہے ایک پگھلتا ہے !
دلِ تعلق بڑھا کے پچتایا ! !
کام دنیا کا یونہی چلتا ہے ! !
پاؤں پھیلا کے ہاتھ ملتا ہے !

### ایضاً

کھلتی نہیں کوئی راہ عمل اور وقت گذرتا جاتا ہے
مایوسی نے محفوظ کیا امیدوں کی بیتابی سے
الجھی ہوئی ہے غفلت میں یہاں اور دل ہے کہ مرتا جاتا ہے
اب اشک نہیں تھمتے جاتے ہیں اور دل بھی ٹھہرا جاتا ہے

### ایضاً

اپنے عیبوں کی نہ کچھ فکر نہ کچھ پروا ہے
یہی فرماتے رہے تیغ سے اسلام پھیلا
غلط الزام بس اوروں پہ لگا رکھا ہے
یہ نہ ارشاد ہوا توپ سے کیا پھیلا ہے

### ایضاً

طبیعت سے خیالاتِ غم افزا جا نہیں سکتے
فلک کیا اس چمن میں جوش دل کا مجھ سے طالب ہے
برا ہو حافظے کا داغ دل مرجھا نہیں سکتے
کہ شاخیں ہل نہیں سکتیں عنادل گا نہیں سکتے

## رباعی

کسطرح کہتا کہ جو چاہوں وہ ہونا چاہئے
کچھ سمجھ ہی میں نہ آیا چاہنا کیا چاہئے!
کہہ رہا ہیں نے کہ ہوں اور یہ نہیں سمجھا کہ کیا
اس خودی کا حشر کیا ہوتا ہے دیکھا چاہئے

## ایضاً

فریب ہستی کا کھل گیا ہے نگاہ دنیا کو پا گئی ہے
عمل کی توفیق خدا دے سمجھ تو کچھ مجھکو آگئی ہے
کہاں کے ارض و سما کو کب کہاں کے ہم تم کہاں کے یہ سب
قدم کی اک موج سے زمانہ سو یہ بھی اک لہر آگئی ہے

## ایضاً

یہ عقل ہی ہے محب کبھی عدو بھی ہوتی ہے
کہ مانتی بھی نہیں مضطرب بھی ہوتی ہے
وہی نگاہ جو رکھتی ہے مست رندوں کو
غضب یہ ہے کہ کبھی محتسب بھی ہوتی ہے

## ایضاً

کریں کیا یہ تو ان حضرات کو مطلب سکھاتا ہے
کہیں کیا یہ مناسب وقت میں مذہب سکھاتا ہے
جہاں قول و عمل یکساں ہے اور ہے اک دلی طاقت
تو ان کا پوچھنا کیا ان کو ان کا رب سکھاتا ہے

## ایضاً

لحد کی تیرگی سے حق بجانب دل کی وحشت ہے
یہی وہ شب ہے جسکی صبح بھی صبح قیامت ہے
مصیبت بہر مومن پر تو عرفان ہے اے اکبر
ظہور داغ دل دیباچہ صبح سعادت ہے

## ایضاً

دل واعظ صرف استحقاق جنت ہی پر ہے
فیصلہ جینے کے حق کا دست فطرت ہی میں ہے
کینہ و پیکار میں بھی یوں تو ہے اک حظ نفس
زیست کا اصلی مزا لیکن محبت ہی میں ہے

## ایضاً

نفس نابینا حریص و طالب لذات ہے
عقل کی خدمت فقط ترتیب محسوسات ہے
ان مشاغل میں تو اے اکبر نہیں کچھ اوج دل
روح کی طاقت جو غالب ہو تو ہاں اک بات ہے

## ایضاً

مذہب کیواسطے نہ شرافت کے واسطے!
ہے اب تو جنگ حکم و تجارت کے واسطے
لے ہی گئے گھسیٹ کے مجھکو سپریڈ میں
تیار ہو رہا تھا میں جنت کے واسطے

## رباعی

میں کیا کہوں شکایت کل کیا تھی آج کیا ہے
جیسا ہی رنج وہ ہے اس کا علاج کیا ہے
قوت نہیں ہے جس میں کیوں چاہتا ہے نیت
جب تخت ہی نہیں ہے پھر فکر تاج کیا ہے

## ایضاً

مجھے حیات کی اب احتیاج ہی کیا ہے
مگر مروں نہ تو اس کا علاج ہی کیا ہے
سنا تھا کل کہ ترقی ظہور پائے گی کل
مگر جو غور سے دیکھا تو آج ہی کیا ہے

## ایضاً

بتوں کی بات سے دل مائل فریاد ہوتا ہے
مگر کہنا ہی پڑتا ہے بجا ارشاد ہوتا ہے
مرے صیاد کی تعلیم کی ہے دھوم گلشن میں
یہاں جو آج پھنستا ہے وہ کل صیاد ہوتا ہے

## ایضاً

تو رہے جب تو یہ مشکل ہے تردد نہ رہے
یہ تو اس وقت نہ رہ جائے کہ تو خود نہ رہے
چھاونی میں رہیں صاحب تو وہیں لیڈر بھی
یعنی کیوں ساتھ سلیمان کے ہدہد نہ رہے

## ایضاً

نفس تو کہتا ہی ہے ہر دم یہ کرنا چاہیئے
کیوں کوئی پوچھے کہ کیونکر جی کے مرنا چاہیئے
نفس کی خواہش کے آگے عقل کی سنتا ہے کون
میں کہوں کس سے کہ اس غفلت سے ڈرنا چاہیئے

## ایضاً

ہو اگر سینے میں ناسور ہوا جاتا ہے !
غم سے دل خون تھا اب نور ہوا جاتا ہے
دیکھیے ہی لوگے زمانے میں قیامت برپا
نالۂ خستہ دلاں صور ہوا جاتا ہے

## ایضاً

تم دیکھتے ہو اکبر دنیا کا رخ کدھر ہے
یہ وقت الامان ہے یہ وقت الحذر ہے
حیرت سے دیکھتا ہوں ہر صاحب خرد کو
اس کی زباں کدھر ہے اس کا دل کدھر ہے

## ایضاً

کیا ہو رہا ہے دل میں اللہ کچھ نہ پوچھیئے
کس پہ پڑی ہے میری نظر کچھ نہ پوچھیئے
کیا کر رہی ہے کبر شکن قدرتِ خدا !
ہے پوچھنے کی بات مگر کچھ نہ پوچھیئے !

## رباعی

دنیا سے قطع خوب اگر خوش نہ رکھ سکے
دنیا کی لذتیں جو ملی تھیں وہ ہو چکیں
آنکھوں کو بند کر جو نظر خوش نہ رکھ سکے
خوش کر لیا تھا دل کو مگر خوش نہ رکھ سکے

### ایضاً

خدا کے باب میں بہ غور کیا ہے ! !
بڑھائے کیوں ہو تم لفظوں کے آگے
خدا کیا ہے خدا ہے اور کیا ہے !
بساط ذہن پر یہ جوڑ کیا ہے !

### ایضاً

جو پوچھا دل سے اس جینے کا کیا مقصود آخر ہے
شکم کی پیٹھ ٹھونکی نفس امارہ نے خوش ہو کر
شکم بولا کہ اسکی بحث کیا خادم تو حاضر ہے
صدائے باطنی اٹھی کہ یہ کمبخت کافر ہے

### ایضاً

دل کی بیتابی ہے ثابت آنکھ کے اظہار سے
جب طبیعت خوش نہیں تو کیا کرے اچھا مکان
بجلیاں پیدا ہوئی ہیں آنسوؤں کے تار سے
دل بہل سکتا نہیں اپنا در و دیوار سے

### ایضاً

جرح کیا ہم بھی جو چشم سرمگیں پر پس لئے
سجدۂ دیر و حرم سے معرفت کس کو نصیب
یہ بلائیں اس تماشا گاہ میں تھیں کس لئے
سنگ در آیا نظر خلقت نے ماتھے گھس لئے

### ایضاً

عقل نے اچھی لکھی کل لالہ مجلس رائے سے
شعر کیسا ہی ہو لیکن قافیے اسکے ہیں خوب
جھک کے ملنا چاہئے ہم سب کو وائسرائے سے
کون ایسا ہے کہ جو ہو مختلف اس رائے سے

### ایضاً

مقابل غیر مذہب کے تو مذہب جوش رکھتا ہے
بہ حق کے جو سالک ہیں وہ مستثنیٰ ہیں اے اکبر
عموماً ورنہ اپنے آپ کو بے ہوش رکھتا ہے
کہ ان کو ساقی توحید ساغر نوش رکھتا ہے

### ایضاً

حسین جیسے ہو تم یونہی جو خوش اخلاق ہو جاتے
حواس و ہوش رخصت ہو چکے دم بھی نکل جاتا
زمانہ مدح کرتا شہرہ آفاق ہو جاتے !
تو فطرت کے جو قرضے ہیں وہ سب بیباق ہو جاتے

## رباعی

خلق مجھسے طالبِ پابندیٔ اخلاق ہے
میری یہ حالت کی مجھ پر تھینکیو بھی شاق ہے
دل کے ٹکڑے کر دئے غم نے جگر خوں ہوگیا
ہوش کا یہ تو ستم دیکھو کہ اب تک چاق ہے

## ایضاً

یار کا حسن سب پہ فائق ہے !
واقعی دیکھنے کے لائق ہے !
ان مصائب سے کام ہے اکبر
غم بڑا مدرکِ حقائق ہے !

## ایضاً

شکر ہے سنی و شیعہ کا ارادہ نیک ہے
طرزِ طاعت دو سہی ترکیب کالج ایک ہے
گھر میں گو یہ فرق ظاہر ہو کہ حلوا یا پلاؤ
خوانِ مغرب پر مگر دونوں کے آگے کیک ہے

## ایضاً

قومِ ضعیف تنگ ہے چندوں کی مانگ سے
کالج کے چھوٹنے لپٹے ہیں میٹری کی ٹانگ سے
عالم ہیں جیب جو مستند و باوقار ہیں
گونجا ہوا پریس ہے وفاق کے سانگ سے

## ایضاً

کیا تصور ہے کہ دل جس سے دہل جاتا ہے
دم نکلتے ہی وہ قانون بدل جاتا ہے
وہی فطرت کہ جو تھی حفظِ بدن پہ مامور
اسی فطرت سے بدن خاک میں گل جاتا ہے

## ایضاً

الحذر اس درد سے جو مشتعل ہو کر رہے
الاماں اس یاد سے جو زخمِ دل ہو کر رہے
بزمِ ہستی میں رہا اکبر تو کیا اس کی خوشی
حکم جب یہ ہے کہ بے حد مضمحل ہو کر رہے

## ایضاً

معاذ اللہ کیا بیداد ہے تقدیرِ بسمل ہے
تڑپنا سامنے قاتل کے گستاخی میں داخل ہے
وہی قانونِ فطرت ہے جسے تقدیر کہتے ہیں
جسے قسمت سمجھتے ہیں وہ تدبیروں کا حاصل ہے

## ایضاً

کتمانِ رازِ عشق مرے آب و گل میں ہے
خاموش ہے زباں جو کچھ ہے وہ دل میں ہے
افعیٔ زلفِ مس کا تو سودا برا نہیں !
پیچیدگی جو کچھ ہے فقط اسکے بل میں ہے

# رباعی

اسٹیشن فنا کی بھی کیا خوب ریل ہے
اس راہ میں ہر ایک پسنجر کا میل ہے
غفلت نے کر دیا جنہیں آزاد وہ نہیں
میری نگاہ میں تو یہ دنیا ہی جیل ہے

## ایضاً

بلا زینت رنگین دل کو راحت مل ہی جاتی ہے
کلی بیرون گلشن ہو تو وہ بھی کھل ہی جاتی ہے
بھروسہ انتظام عافیت کا کیا ہے دنیا میں
کہ ہر بنیاد آخر اک نہ اک دن ہل ہی جاتی ہے

## ایضاً

خدا کہاں ہے جواب اس کا ہر مقام میں ہے
نہ سمجھے کوئی تو کہدو کہ اپنے نام میں ہے
بغیر موت و مصیبت کے چل نہیں سکتا
عجیب راز یہ دنیا کے انتظام میں ہے

## ایضاً

ہمیں تو خامشی میں دل سے کام لینا ہے
زبان وہ بزم میں کھولیں جنہیں انعام لینا ہے
نہایت خوش نما کھولی ہیں راہیں آپ نے لیکن
وہ رکھیں پاؤں جنکو اپنے سر الزام لینا ہے

## ایضاً

چشم و دل میں عکس دنیا کا ہجوم عام ہے
مشتبہ ہنگامۂ ادراک کا انجام ہے
چشم ابراہیم و دور انجم و شمس و قمر!
اس کو کہتے ہیں نظر اور عقل کا یہ کام ہے

## ایضاً

کہاں دلوں سے شریعت کا کام چلتا ہے
فقط زبان سے بزرگوں کا نام چلتا ہے
ہوئی طریق بزرگان کی پیروی مفقود
بس ان کے نام پہ لٹھ صبح و شام چلتا ہے

## ایضاً

فلسفہ غم کا جسے معلوم ہے ! !
ہو مبارک وہ اگر مغموم ہے ! !
کر دیا اس کو بصیرت نے خموش !
اب تو اکبر کی نظر کی دھوم ہے ! !

## ایضاً

ہمیں چمکیں ہمیں ابھریں عبث در پے ہوس نکلے
کرو حمد خدا سمجھو خدا چمکا تو ہم چمکے
ہیں مست بادۂ عبرت ہوا ہوں اس تصور سے
کہ دو ذرے بھی اب اک جا نہیں ہیں یا غزو جم کے

# رباعی

دل شکستہ میں ایمان رہ سکے تو رہے
اجاڑ گھر میں یہ مہمان رہ سکے تو رہے
دل ضعیف کو چارہ نہیں ہے کفر سے اب
اگر زبان مسلمان رہ سکے تو رہے !

## ایضاً

ہمہ تن درد کا مضمون ہوا جاتا ہے
حالت ایسی ہے کہ دل خون ہوا جاتا ہے
اتفاق امر مصیبت کو میں سمجھا تھا مگر
اب وہ میرے لئے قانون ہوا جاتا ہے

## ایضاً

رندی میں ذرا خوف بتوں کا نہ کرینگے
ڈرنا کبھی ہوگا تو خدا ہی سے ڈریں گے
اس حسن کے عاشق کو فنا ہو نہیں سکتی
جو آپ پہ مرتے ہیں وہ ہرگز نہ مریں گے

## ایضاً

جائے تیری ہی محبت میں مجھے وہ جاں دے
عیش و کلفت میں رہے محفوظ وہ ایمان دے
منتشر رہتا ہے مکروہات دنیا سے بہت
اس دل مضطر کو یا اللہ اطمینان دے

## ایضاً

مہ غور سے سوا ان کا رخ گلفام روشن ہے
یہی جلوے وہ ہیں جن سے خدا کا نام روشن ہے
مرے دل پر ہے شمع صبح کی افسردگی چھائی
ترا رخ زلف میں مثل چراغ شام روشن ہے

## ایضاً

ہے تحت فلک میں جو زمین ہے !
دنیا اچھی جگہ نہیں ہے ! !
شک اس میں نہیں کہ ہے وہی وہ
ہم میں لیکن ہمیں ہمیں ہے ! !

## ایضاً

ساماں ہر دم قیامت کا مجھے جینے میں ہے
کچھ نہ پوچھو کس قدر بیچین دل سینے میں ہے
کیا ثبات عمر بس اک جنبش فطرت کی دیر
زندگی کیا ہے فقط اک عکس آئینے میں ہے

## ایضاً

پریس میں شیخ ہیں مسجد اجاڑ- ایوان خالی ہے
کتب خانہ بھرا جاتا ہے اور میدان خالی ہے
جو کچھ چاہیں سنائیں اور بجھائیں مرے لیے
کہ ان روز دل ہے میری آنکھ بند اور کان خالی ہے

# رباعی

معنی کی گرہ کہاں کھلی ہے ! !
ہر واہ کی تہ میں ہے یہاں آہ !
الفاظ ہی کی دکان کھلی ہے !
دم بند ہے اور زبان کھلی ہے !

## ایضاً

جو انقلاب گذشتہ ہے اک کہانی ہے
الجھ کے دام حوادث میں آخرت کو نہ بھول
جو انقلاب کہ درپیش ہے وہ فانی ہے
جو جوش نصیب ہے اس نے یہ بات مانی ہے

## ایضاً

اللہ کی تلاش جو ہو کھو بھی جائے !
بیداریٔ حواس ہے ظلمت کدہ میں بار
جو کہہ رہے ہیں آپ ہی ہو بھی جائے
افسانہ سن لیا ہے تو اب سو بھی جائے

## ایضاً

فسانے رہ گئے وہ ہیں نہ ان کا جاہ باقی ہے
مجھے دشوار ہے ان غافلوں کا ہم نوا ہونا
وہی دنیائے فانی ہے وہی اللہ باقی ہے
[illegible] سینے میں جب تک یہ دل آگاہ باقی ہے

## ایضاً

وہ قبلہ رو ہیں جنہیں روبراہ ہونا ہے
جو آج ساکت و خائف ہیں ساتھ طاعت کے
بھٹک گئے ہیں وہ جن کو تباہ ہونا ہے
انہیں کو حشر میں سب پر گواہ ہونا ہے

## ایضاً

ہیں مست اس مزے میں جو ہمنے چکھ لیا ہے
اغیار کے عمل کو ہونگے کچھ اور میدان
صراف کی نظر نے ہم کو پرکھ لیا ہے
ہمکو تو اب فلک نے کانچ پہ رکھ لیا ہے

## ایضاً

دامن گل پھیل کر اس باغ سے کیا لیگئے
مردوں پر روتے نہیں روتے ہیں اپنے حال پر
ہو گئے نذر خزاں اور داغ حسرت دے گئے
رہ گیوں پر ہے مصیبت جو گئے اچھے گئے

## ایضاً

شیخ صاحب آپ کو شیریں مقالی چاہیئے
طعن میں غمزے میں بجوئی میں نہیں ہے بہتری
وعظ الفت چاہیئے اور خوش خیالی چاہیئے
مدعی نور حق کا ظرف عالی چاہیئے

## رباعی

پڑے ہیں بستر غم پر نہ دانا ہے نہ پانی ہے
نظر تک اٹھ نہیں سکتی یہ زور ناتوانی ہے
چمن کا رنگ جوش موسم گل میں معاذ اللہ
خدا حافظ نگاہوں کا حسینوں کی جوانی ہے

## ایضاً

ہمیں خدا کیلئے ہیں بیشک خدا ہمارے لئے نہیں ہے
قضا پہ راضی ہوں اور جتنے ہم مفری جب تجھے نہیں ہے
یہ طبع اکبر یہ رنگ اکبر یہ اسکی باتیں یہ اسکے نغمے
ادب کے قابل ہے اسکی مستی شراب اگر وہ پیے نہیں ہے

## ایضاً

قرآن پڑھکے میری تو قائم ہوئی یہ رائے
صرف دعا رہو نہ آہا ہا نہ ہائے ہائے
گردن کشی کریں گے عرب میں اب اونٹ بھی
اب تک تو ہند ہی میں بھڑکتی تھی مجھے گائے

## ایضاً

محوِ اضافہ وہ بت کھیوٹ پرست ہے
کہتا ہے آخرت کا بھی بندوبست ہے
اپنے عیوب پر تو ذرا بھی نظر نہیں
اوروں پہ اعتراض میں ہر وقت مست ہے

## ایضاً

مرغی نے کہا خوب کسی کمپ میں لٹ کے
انڈا ہی اچھا ہے کہ بچا جسے کھٹ کے
دیوار شکستہ نے ترقی کی دعا کی ! !
گردوں کی عنایت سے سڑک بن گئی کٹ کے

## ایضاً

دل اس کے ساتھ ہے کہ خدا جسکے ساتھ ہے
لیکن خبر نہیں کہ خدا کس کے ساتھ ہے
البتہ پیش چشم ہے قانون عافیت
جو نیک اور شریف ہے وہ اسکے ساتھ ہے

## ایضاً

میزان نظر میں اپنی قوت تو لے !
خالی الفاظ کی دکان کیوں کھولے
اللہ کو مان لے دلیلیں کیسی ! !
اکبر کو کہو کہ خود تو ثابت ہو لے !

## ایضاً

آپ اکبر لاکھ مشق خوش کلامی کیجئے
کتنا ہی اظہار اعزاز دوامی کیجئے !
دوستی کی آپ سے فرصت نہیں اس شوخ کو
یا کھسکئے سامنے سے یا غلامی کیجئے !

# رباعی

ہندو کے اتفاق کو گنگا ہی گائے ہے | مرزا کے اتفاق کو مجلس کی ہائے ہے
البتہ شیخ جی کا کوئی مرکز اب نہیں | ہر پیر ہر جواں کی جداگانہ رائے ہے

## ایضاً

یہی بحیثیت رہیں سب ہیں وہ کیسے ہیں کیسے تھے | یہی سنتے ہوئے گذری وہ ایسے ہیں وہ ایسے تھے
عمل اوروں ہی کے دیکھا کئے یہ ٹھیک یہ ہیں | ترقی خود نہ کی کچھ رہ گئے ویسے کہ جیسے تھے

## ایضاً

جس نے یہ بات کسی اور طرح جانی ہے | اسکے نزدیک یہ بے شک ہے لاثانی ہے
جس نے اشعار ہی میں رنگ تصوف دیکھا | وہ بھی کہدیگا یہ اک رندئی روحانی ہے

## ایضاً

کتنا ہی ذوقِ سخن ساز سخن ٹھیک کرے | کتنی ہی کوئی امر کی تحریک کرے
میں تو کہتا ہوں یہی اور کہونگا بھی یہی | بات وہ خوب جو اللہ سے نزدیک کرے

## ایضاً

کب کہتا ہوں میں شیخ معزز نہ رہیں گے | البتہ یہ ہے خوف کہ مرکز نہ رہیں گے
سچ کہتا تھا معمار کسی وقت میں اکبر | اٹھا دو فٹہ اب یہ مرے گز نہ رہیں گے

## ایضاً

مادہ سب میں یہ ہو اک خیال خام ہے | اک مذاق طبع ہے جس کا تصوف نام ہے
وہ تو ہے معذور جسکے دل میں اس کا ذوق ہو | اس سے خالی جس کا دل ہو اس پہ کیا الزام ہے

## ایضاً

تعلیموں کو طبیعت ریجکٹ[۱] کرتی ہے | جو دل شکستہ ہیں ان کو سلکٹ[۲] کرتی ہے
ملا ہوں خاک میں خود اس سبب سے میری نظر | گرا کے قصر بگولے اِرکٹ[۳] کرتی ہے

## ایضاً

منکر کے خیال میں پریشانی ہے! | اس کا منشا فقط ہوس رانی ہے!
دنیا فانی ہے وہ کبھی ہے اس کا مقر | لیکن نہ سمجھ سکا کہ کیوں فانی ہے

[۱] انگریزی لفظ Reject بمعنی رد کرنا
[۲] لفظ Select منتخب کرنا
[۳] لفظ Erect بمعنی تعمیر کرنا

# رباعی

روشن سینے میں شمع ایمان کر دے
دل تیری طرف رہے وہ سامان کر دے
دنیا سے ہو بے خبر ترے شوق میں روح
یارب اکبر پہ زیست آسان کر دے

## ایضاً

اک روز بھی تارک تگ و دو نہ ہوئے
فارغ از بحث گندم و جو نہ ہوئے
جمعیت دل کہاں حریصوں کو نصیب
ننانوے ۹۹ ہی رہے کبھی سو نہ ہوئے

## ایضاً

ہر اک سے سنا نیا فسانہ ہم نے !
دیکھا دنیا میں اک زمانہ ہم نے
اول یہ تھا کہ واقفیت پہ تھا ناز
آخر یہ کھلا کہ کچھ نہ جانا ہم نے

## ایضاً

ظاہر تری رحمت نہفتہ ہو جائے
بیدار ہمارا بخت خفتہ ہو جائے
کمھلایا ہوا ہے دل ہمارا یارب
تو بھیج ایسی ہوا کہ وہ شگفتہ ہو جائے

## ایضاً

ہر ساعت رخت بستہ دنیا میں رہے
مغموم و ملول و خستہ دنیا میں رہے
عاشورہ ہے ہر روز پس از قتل حسین
مومن اب دل شکستہ دنیا میں رہے

## ایضاً

دیکھا قدرت کا کارخانہ ہم نے
علمی طاقت کو پست جانا ہم نے !
از بسکہ ضرور تھا کوئی طرز عمل !
نبیوں نے جو کچھ کہا وہ مانا ہم نے !

## ایضاً

لفظوں میں اجتماع نہ معنی میں نور ہے
ویران آج کوچۂ بین السطور ہے !
شبلی کا خامہ صفحۂ ہستی سے اٹھ گیا
اب مدِ آہ و لوحِ دلِ ناصبور ہے !

## ایضاً

پہلے کام اپنا پالیسی کرتی ہے !
ہمدردی طبع بے حسی کرتی ہے
تنگی ہوتی ہے بہت خلقت پر
فطرت خود اٹھ کے ثالثی کرتی ہے

# رباعی

نہ میرے لئے اور نہ تیرے لئے !
نہ اشعار یہ ہیں صلے کے لئے !
بہت خوب ہے قول ہادی عزیز !
کہ میں شعر کہتا ہوں اپنے لئے !

## ایضاً

اللہ کی تلاش جو ہو کھو بھی جائے
جو آپ کہہ رہے ہیں یہی ہو بھی جائے
بیداری حواس ہے ظلمت کدے میں بار
افسانہ سن لیا ہے تو اب سو بھی جائے

## ایضاً

اثر کی امید کچھ نہیں ہے اس سے شوق فغاں نہیں ہے
فلک کے سینے میں دل نہیں ہے ہمارے منہ میں زباں نہیں ہے
شکستہ قبروں کو دیکھتا ہوں ورق الٹتا ہوں ہسٹری کے
نشاں اگر ہے تو نام گم ہے جو نام ہے تو نشاں نہیں ہے

## ایضاً

میرا دل ان بتوں کے ہاتھ سے واللہ ٹوٹا ہے
خدا ہی انسے سمجھیگا خدا کے گھر کو لوٹا ہے
تیرے کوچے میں دل نالاں اگر ہے دین سے چھٹکر
تعجب کیا ہے اس میں بتوں کا ساتھ چھوٹا ہے

## ایضاً

بحث میں مولوی نہ ہاریں گے !
جان ہارینگے جی نہ ہاریں گے !
مبتلائے بلا تو ہوں غافل !
یہ بھی اللہ کو پکاریں گے !

## ایضاً

پیدا جو ہوئے یہ غل مچانے والے
دل ان کا نہیں ہیں ہم بڑھانے والے
لیکن یہ ادب کرینگے یہ عرض کہ ہیں
اس فن کے حضور ہی سکھانے والے

## ایضاً

جو ابر شب پہ چڑھے تو ایسے کہ بس ہے ہیں یہ خدا نہیں ہے
جو ابر شب پہ گرے تو ایسے کہ لاش کا بھی پتا نہیں ہے
حیات دنیا کو آیتوں میں خدا نے لعو لعب بتایا
کسی کو ہو کچھ تامل اس میں ہمیں تو شبہ ذرا نہیں ہے

# تمام شد

(اسلامیہ سٹیم پریس لاہور یکی دروازہ میں باہتمام مولوی عبدالرشید منیجر چھپی)

# گنجینہ ہدایت ترجمہ اُردو کیمیائے سعادت

مصنف حجتہ الاسلام امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ معہ سوانحعمری امام صاحب موصوف
از مشہور مورخ اسلام شمس العلما مولانا شبلی نعمانی مرحوم

یہ تصنیف حضرت امام غزالی رحمت اللہ علیہ کی اس قدر مشہور و معروف ہے ۔ کہ کسی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں ۔ خوبی اس کتاب مستطاب کی فہرست مضامین سے ظاہر ہے ۔ جو بوجہ عدم گنجائش مختصراً درج ذیل ہے ۔ پوری فہرست مضامین کے لئے ایسے ہی آٹھ صفحے چاہئیں ۔ ترجمہ نہایت صحیح و مستند بامحاورہ سہل و سادہ ہے ۔ اس کتاب کو پڑھنے والے حضرات تاکہ امام صاحب کے حالات والاصفات سے بے خبر نہ رہیں امام صاحب کی سوانحعمری از شمس العلما مولنا شبلی مرحوم کتاب کے شروع میں لگا دی گئی ہے جس سے عمدہ صحیح ترین اور بہترین اور کوئی حالات نہیں ہیں ۔ علاوہ ازیں لکھائی چھپائی کاغذ نہایت اعلےٰ ۔ مگر قیمت صرف ہے ۸ر

مختصر فہرست مضامین کتاب گنجینہ ہدایت ترجمہ اردو کیمیائے سعادت : مضمون مضمون

سوانح عمری امام غزالیؒ + دیباچہ مصنف کتاب

بیان کیمیائے سعادت ابدی

پہلا عنوان نفس کی پہچان کے بیان میں ۔
اس میں کئی فصلیں ہیں ۔

دوسرا عنوان حق تعالےٰ کی معرفت کے بیان میں
اس میں کئی فصلیں ہیں ۔

تیسرا عنوان دنیا کی پہچان میں ۔
اس میں کئی فصلیں ہیں ۔

صہ صہ صہ چوتھا عنوان ۔ آخرت کی پہچان میں ۔ اس میں کئی فصلیں ہیں ۔

پہلا رکن عبادات کا اور اسکی دس اصلیں ہیں

پہلی اصل ۔ اہل سنت والجماعت کے مواقق ۔
اعتقاد درست کرنے کے بیان میں ۔

اعتقاد کا بیان ۔

دوسری اصل طالبعلم کے بیان میں اسمیں کئی فصلیں ہیں

تیسری اصل طہارت کے بیان میں ۔ اس میں کئی فصلیں ہیں ۔

چوتھی اصل ۔ نماز کے بیان میں ۔ اس میں کئی فصلیں ہیں

پانچویں اصل ۔ زکواۃ کے بیان میں

چھٹی اصل روزہ رکھنے کے بیان میں اس میں کئی فصلیں ہیں ۔

ساتویں اصل ۔ حج کے بیان میں ۔

آٹھویں اصل ۔ قرآن مجید کی تلاوت کے بیان میں

نویں اصل ۔ حق تعالےٰ کے ذکر میں ۔

دسویں اصل ۔ اوراد اور وظائف کی ترتیب میں

دوسرا رکن ۔ معاملات کے بیان میں اور اسکی دس اصلیں ہیں ۔

پہلی اصل کھانا کھانے کے اداب ہیں۔
دوسری اصل۔ نکاح کے اداب ہیں اس میں کئی باب اور فصلیں ہیں۔
تیسری اصل کسب و تجارت کے آداب ہیں۔ اس میں کئی باب اور فصلیں ہیں
چوتھی اصل حلال و حرام اور شبہ کی پہچان کے بیان ہیں اس میں کئی باب اور فصلیں ہیں۔
پانچویں اصل خلق کے ساتھ حق صحبت ادا کرنے اور عزیزوں۔ ہمسایوں۔ لونڈی غلاموں کے حقوق نگاہ رکھنے کے بیان میں اسمیں کئی باب اور فصلیں ہیں
چھٹی اصل عزلت کے اداب ہیں۔
ساتویں اصل سفر کے اداب ہیں۔ اسمیں کئی باب اور فصلیں ہیں
آٹھویں اصل سماع وجد کے اداب اور اس چیز کے بیان میں جو اسمیں حلال و حرام ہے۔ اسمیں کئی باب اور فصلیں ہیں۔
نویں اصل۔ امر معروف اور نہی منکر کے بیان میں اس میں کئی فصلیں ہیں۔
دسویں اصل رعیت کی نگہبانی اور حکمرانی کے بیان میں
تیسرا رکن۔ مہلکات کے بیان میں۔ اس کی دس اصلیں ہیں۔
پہلی اصل۔ نفس کی ریاضت اور برے اخلاق سے پاک صاف ہونے کے بیان میں اسمیں کئی فصلیں ہیں۔
دوسری اصل شہوت شکم اور شہوت فرج اور ان دونوں کی حرص توڑنے کے علاج ہیں۔
تیسری اصل۔ باتوں کی حرص کے علاج اور زبان کی آفتوں کے بیان میں۔ اس میں کئی فصلیں ہیں۔
چوتھی اصل غصہ حسد بغض اور انکے علاج کے بیان میں اس میں کئی فصلیں ہیں۔
پانچویں اصل۔ دنیا کی دوستی کے بیان ہیں اور اس بیان میں کہ دنیا کی دوستی سارے گناہوں کی جڑ ہے۔ ظاہر کرنا دنیا کی برائی کا حدیثوں کی رو سے
چھٹی اصل مال کی دوستی کا علاج اور بخل و حرص کی آفت اور سخاوت کی تعریف میں۔ اسمیں کئی فصلیں ہیں۔
ساتویں اصل۔ جاہ و حشمت کی دوستی کے علاج اور اسکی آفتوں کے بیان ہیں۔ اس میں کئی فصلیں ہیں۔
آٹھویں اصل ریا کے علاج میں جو عبادتوں اور طاعتوں میں پیدا ہوا۔ اس میں کئی فصلیں ہیں
نویں اصل۔ کبر اور عجب کے علاج کے بیان ہیں۔
دسویں اصل غفلت۔ گمراہی اور غرور کے علاج میں
چوتھا رکن۔ منجیات کے بیان میں اس کی دس اصلیں ہیں۔
پہلی اصل۔ توبہ کے بیان میں اس میں کئی فصلیں ہیں
دوسری اصل منجیات سے صبر و شکر کے بیان میں اس میں کئی فصلیں ہیں۔
تیسری اصل خوف و رجا کے بیان میں۔ اس میں کئی فصلیں ہیں۔
چوتھی اصل۔ رکن منجیات سے فقر اور زہد کے بیان میں۔ اس میں کئی فصلیں
پانچویں اصل۔ رکن منجیات سے نیت صدق اور اخلاص کے بیان میں اس میں کئی باب اور فصلیں ہیں
چھٹی اصل۔ محاسبہ اور مراقبہ کے بیان میں۔ اس میں بھی کئی فصلیں ہیں۔
ساتویں اصل تفکر کے بیان میں تفکر کی حقیقت۔
آٹھویں اصل توکل کے بیان میں اس میں کئی فصلیں ہیں
نویں اصل۔ محبت۔ شوق اور رضا کے بیان میں اس کی آگے چار اصلیں اور کئی فصلیں ہیں۔
دسویں اصل۔ موت کے یاد کرنے کے بیان میں۔ اس میں کئی فصلیں ہیں۔
وغیرہ وغیرہ